جلد ۳۴ | ۸ ماہ امان ۱۳۲۵ھ ش | ۳ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ | ۸ مارچ ۱۹۴۶ء | نمبر ۵۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۷ امان ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج ۹ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے ۔ کہ حضور کو آج شام سے سردرد کے دورہ کی شکایت ہے احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءھا کو بندش نزلہ کی وجہ سے تکلیف ہے ۔ اور طبیعت مضمحل ہے ۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں

آج بعد نماز عصر تعلیم الاسلام کالج کے فرسٹ ایر کے طلباء نے سیکنڈ ایر کے طلباء کو دعوت چائے دی ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے باوجود علالت شمولیت فرمائی ۔ ایڈریس اور جواب ایڈریس کے بعد حضور نے تقریر فرمائی جس میں حضور نے احمدی نوجوانوں کو اس طرف توجہ دلائی ۔ کہ ایسے کام کرو ۔ جو بہترین نتیجہ کا موجب ہوں ۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب آج دوپہر کی گاڑی لاہور سے تشریف لائے ۔ آپ کو بیماری سے افاقہ ہے ۔ لیکن نقاہت بہت ہے ۔ احباب مکمل صحت کے لئے دعا کریں ۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تقریر

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء سے خطاب

احمدی نوجوان ہر علم میں دوسروں سے جلد سے جلد بڑھنے کی انتہائی کوشش کریں

خدمت دین کیلئے اپنے آپکو پیش کریں

مرتبہ ۔ قریشی عبد الکریم صاحب

۲۷ فروری ۱۹۴۶ء حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں حسب ذیل تقریر فرمائی :-

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

سکولوں میں سے ہمیشہ ہی طالب علم امتحانوں کے لئے جاتے ہیں ۔ اور بظاہر یہ ایک ایسی چیز ہے ۔ جسے اپنی جدت کو کھو دینا چاہیئے ۔ لیکن چونکہ اس فعل کا نتیجہ آئندہ ملک اور قوم پر اثر انداز ہوتا ہے ۔ اس لئے باوجود اس کے کہ یہ فعل متواتر ہر سال ہوتا ہے پھر بھی یہ اپنی جدت کو کھوتا نہیں ۔ جس طرح بچے پیدا ہوتے ہی چلے آئے ہیں ۔ اور جب سے بنی نوع انسان نے ہوش سنبھالا ہے ۔ وہ اپنے اور دوسرے گھروں میں

بچوں کی پیدائش

دیکھتے چلے آئے ہیں ۔ مگر باوجود اس کے بچوں کی پیدائش نے اپنی جدت کو کھویا نہیں بلکہ ہر گھر اور ہر محلہ اور ہر شہر کے افراد یا ہر ملک کے افراد بلکہ ساری دنیا کے افراد بچوں کی پیدائش میں ویسی ہی دلچسپی لیتے رہتے ہیں ۔ جیسا کہ آدم کے زمانہ کے لوگوں نے لی ہوگی ۔ آدم کے زمانہ کے لوگوں کی دلچسپی گو ہمارے سامنے نہیں ۔ مگر بنی نوع انسان کی

ہزاروں سال تک کی تاریخ

ہمارے سامنے آ چکی ہے ۔ اور تاریخ بتاتی ہے ۔ کہ بچوں کی پیدائش نے ہمیشہ ہی افراد اور قوم کے دلوں میں ۔۔۔ گدگدی پیدا کی ہیں اور ان کے اندر ایک ۔۔۔ دوڑا دی ہے ۔ پس یہ چیز مگر کبھی بھی نئے جامے کے بغیر دنیا کے سامنے نہیں آئی ۔ پس ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے ۔ کہ جو چیز ہمیشہ ہی نئے جامے کے ساتھ اپنی دلچسپی کو قائم رکھے ہوئے ہے ۔ وہ جامہ کس رنگ کا ہے ۔ میں نے بتایا ہے کہ طالب علم ہر سال ہی مدرسوں سے امتحان دینے کے لئے جاتے ہیں ۔ لیکن باوجود اس کے اس کی جدت اس وجہ سے قائم ہے ۔ کہ اس کا اثر ملک کے مستقبل پر پڑتا ہے ۔ پس ہمیں دیکھنا چاہیئے ۔ کہ ہمارے سکول میں سے جانیوالے لڑکے قوم کے آئندہ مستقبل پر کیا اثر ڈالتے ہیں ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے

بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

ایڈیٹر :- غلام نبی

جلد ۳۴ | ۸ ماہ امان ہش ۱۳۲۵ | ۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۵ھ | ۸ مارچ سنہ ۱۹۴۶ء | نمبر ۵۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۷ امان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج ۹ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو آج شام سے سردرد کے دورہ کی شکایت ہے احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءھا کو بندش نزلہ کیوجہ سے تکلیف ہے۔ اور طبیعت مضمحل ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

آج بعد نماز عصر تعلیم الاسلام کالج کے فرسٹ ایر کے طلباء نے سیکنڈ ایر کے طلباء کو دعوت چائے دی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے باوجود علالت شمولیت فرمائی۔ ایڈریس اور جواب ایڈریس کے بعد حضور نے تقریر فرمائی جس میں حضور نے احمدی نوجوانوں کو اس طرف توجہ دلائی۔ کہ ایسے کام کرو۔ جو بہترین یادگار کا موجب ہوں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب آج دوپہر کی گاڑی لاہور سے تشریف لائے۔ آپ کو بیماری سے افاقہ ہے۔ لیکن نقاہت بہت ہے۔ احباب مکمل صحت کے لئے دعا کریں۔ ــ مــ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تقریر

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء سے خطاب

احمدی نوجوان ہر علم میں دوسروں سے جلد سے جلد بڑھنے کی انتہائی کوشش کریں

خدمت دین کیلئے اپنے آپکو پیش کریں

مرتبہ۔ قریشی عبد الکریم صاحب

۲۷ فروری ۱۹۴۶ء حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں حسب ذیل تقریر فرمائی:-

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

سکولوں میں سے ہمیشہ ہی طالب علم امتحانوں کے لئے جاتے ہیں۔ اور بظاہر یہ ایک ایسی چیز ہے۔ جسے اپنی جدت کو کھو دینا چاہیئے۔ لیکن چونکہ اس فعل کا نتیجہ آئندہ ملک اور قوم پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ یہ فعل متواتر ہر سال ہوتا ہے پھر بھی یہ اپنی جدت کو کھوتا نہیں۔ جس طرح بچے پیدا ہوتے ہی چلے آئے ہیں۔ اور جب سے بنی نوع انسان نے ہوش سنبھالا ہے۔ وہ اپنے اور دوسرے گھروں میں

بچوں کی پیدائش

دیکھتے چلے آئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے بچوں کی پیدائش نے اپنی جدت کو کھویا نہیں بلکہ ہر گھر اور ہر محلہ اور ہر شہر کے افراد یا ہر ملک کے افراد بلکہ ساری دنیا کے افراد بچوں کی پیدائش میں ویسی ہی دلچسپی لیتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ آدم کے زمانہ کے لوگوں نے لی ہوگی۔ آدم کے زمانہ کے لوگوں کی دلچسپی گو ہمارے سامنے نہیں۔ مگر بنی نوع انسان کی

ہزاروں سال تک کی تاریخ

ہمارے سامنے آچکی ہے۔ اور تاریخ بتاتی ہے۔ کہ بچوں کی پیدائش نے ہمیشہ ہی افراد اور قوم کے دلوں میں گدگدیاں پیدا کی ہیں اور ان کے اندر ایک نئی خوشی کی لہر دوڑا دی ہے۔ پس یہ چیز گو پرانی ہے۔ مگر کبھی بھی نئے جامے کے بغیر دنیا کے سامنے نہیں آئی۔ پس ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جو چیز ہمیشہ ہی نئے جامے کے ساتھ اپنی دلچسپی کو قائم رکھے ہوئے ہے۔ وہ جامہ کس رنگ کا ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ طالب علم ہر سال ہی مدرسوں سے امتحان دینے کے لئے جاتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ان کی جدت اس وجہ سے قائم ہے۔ کہ اس کا اثر ملک کے مستقبل پر پڑتا ہے۔ پس ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہمارے سکول میں سے جانیوالے لڑکے قوم کے آئندہ مستقبل پر کیا اثر ڈالتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے

کہ سابق میں وہ اثر رہا نہیں رہا نہ قابلیت کے لحاظ سے اور نہ کامیاب ہونے والوں کی تعداد کے لحاظ سے۔ جہاں غیر قوموں کے سکولوں میں بعض جگہ پر سو فیصدی لڑکے پاس ہوئے جہاں غیر قوموں کے سکولوں میں بعض جگہ سو فیصدی لڑکے فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے وہاں ہمارے طلبا ۶۰-۷۰ فیصدی کے اندر چکر لگاتے اور بالعموم تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوتے ہیں یہ صاف بات ہے۔ کہ اس قسم کا مواد جب کسی قوم کو ملیگا تو وہ کامیاب طور پر کام نہیں کر سکے گی

کالجوں کی تعلیم

سکولوں کی تعلیم سے زیادہ مشکل ہوتی ہے اور اس میں زیادہ عقل اور زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ تعلیم صرف تعلیم کے لحاظ سے ہی اوپر کے درجہ کی نہیں ہوتی بلکہ قسم کے لحاظ سے بھی جداگانہ ہوتی ہے۔ اس لئے جو طالب علم اچھی قابلیت لے کر کالج میں نہیں جاتے۔ جب ان کی عقل پر بوجھ پڑتا ہے۔ تو وہ پورے طور پر اس کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتے۔ اور اپنے علم اور اساتذہ کے ساتھ دوڑ نہیں سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اساتذہ اور کتابیں آگے بھاگتی چلی جاتی ہیں اور وہ پیچھے رہ جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ استادوں اور کتابوں کی آوازیں جو کچھ ان کے دلوں میں علم کی محبت پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔ مدہم ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور آخر وہ ان آوازوں کو سننے سے ہی محروم رہ جاتے ہیں۔ پس ضرورت ہے کہ

ہمارے سکول کے معیار کو بلند کیا جائے

مجھے گذشتہ سال مختلف رنگوں میں یہ بات سنائی گئی ہے۔ کہ ہمارے سکول کا معیار بلند ہو رہا ہے۔ مگر یہ بات اسی صورت میں صحیح سمجھی جا سکتی ہے۔ کہ پہلے ہمارے سکول کا نتیجہ اگر ۶۰ اور ۷۰ فیصدی کے درمیان تھا تو اب ۷۰ اور ۸۰ فیصدی یا ۸۰ اور ۹۰ فیصدی کے درمیان پہنچ جائے۔ اور دو تین سالوں تک ۱۰۰ فیصدی پر پہنچ جائے اسی طرح

نتائج معیار قابلیت

کو دیکھنا ہے آگے سے اعلیٰ ہو جائیں یعنی اگر پہلے تھرڈ ڈویژن میں زیادہ لڑکے پاس ہوتے تھے تو اب سیکنڈ ڈویژن میں زیادہ پاس ہوں۔ اور پھر فرسٹ ڈویژن میں زیادہ ہوں اور پھر آہستہ آہستہ تھرڈ اور سیکنڈ ڈویژن بالکل ختم ہو جائے۔ اور سب فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونے لگ جائیں۔ یہ چیز ہے جو ہمیں مطمئن کر سکتی ہے۔ اور تسلی دلا سکتی ہے۔ کہ ہمارے سکول کے طالب علم

پہلے کی نسبت ترقی

کر رہے ہیں۔ یہ ظاہر بات ہے۔ کہ قوم کا بوجھ ہمیشہ تعلیم یافتہ لوگوں پر ہی پڑا کرتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم دنیا کے سامنے یہ بات پیش کرتے ہیں۔ کہ ہمارے مذہب کے بانی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی تھے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ جماعت کے تمام افراد کو اُمّی ہونا چاہئے اللہ تعالےٰ اگر معجزانہ رنگ میں ایک چیز دکھاتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں ہوتے۔ کہ وہ معجزہ ہر فرد کے لئے ظاہر کرتا ہے۔ معجزہ کے تو معنے ہی یہی ہیں کہ باقی دنیا اس کی مثال لانے سے محروم ہے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے امی ہو کر دنیا کی اصلاح کر لی تو اس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ دنیا میں امی لوگ وہ کام نہیں کر سکتے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ امی لوگ دنیا کی اصلاح کر سکتے ہیں بلکہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اُمّی لوگ نہیں کر سکتے اگر خدا تعالےٰ ایک امی سے یہ کام کرا لے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ خدا تعالےٰ ہر اُمّی سے اس طرح کام کرائے گا۔ کیونکہ معجزہ ہر انسان کے ذریعہ نہیں دکھلایا جاتا خدا تعالےٰ بعض معجزات بعض افراد کے ذریعہ دکھلاتا ہے۔ اور باقی افراد کو اپنی کوششوں سے اس معیار پر آنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے جو چیزیں انبیاء کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے معجزانہ طور پر ملتی ہیں باقی لوگوں کو محنت سے حاصل کرنی ہوتی ہیں۔ پس

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امّی

ہونا یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علوم مروجہ سے اس رنگ میں واقف نہ ہونا جس رنگ میں علماء کو واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ اس بات کا ثبوت نہیں کہ باقی دنیا کو بھی علوم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں میری ہی مثال لے لو

ایک پرائمری فیل آدمی

کا ساری دنیا کے مقابلہ میں کھڑا ہو جانا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ پرائمری فیل ایسا کر سکتا ہے۔ بلکہ یہ ثبوت ہے۔ اس بات کا۔ کہ چونکہ یہ کام اعلےٰ تعلیم یافتہ افراد کے سوا ہو ہی نہیں سکتا اس لئے یہ

الٰہی تائید اور نصرت

سے ہوا ہے۔ اگر عام طور پر یہ کام تعلیم یافتہ آدمیوں کے سوا بھی ہو سکتا تو یہ معجزہ کس بات کا ہوتا معجزہ کے تو معنے ہی یہی ہیں کہ انسان اسے نہیں کر سکتا اور جب یہ بات ہے۔ تو معلوم ہوا کہ علوم میں ترقی حاصل کرنے کے بغیر کوئی قوم دنیا میں ترقی نہیں کر سکتی

انگریزی میں ایک مقولہ

ہے۔ گو وہ اور رنگ میں کہا گیا ہے۔ لیکن بہر حال اس کے ساتھ ملتا جلتا مضمون ہے۔ کہتے ہیں استثناء قانون کو ثابت کرتا ہے کمزور نہیں بناتا۔ پس یہ استثنائی چیزیں ہوتی ہیں۔ ورنہ باقی سب کو اس قانون کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے بنی نوع انسان میں جاری کیا ہے۔ یہ ویسی ہی بات ہے۔ جیسے عام طور پر طالب علموں میں بحث ہوتی ہے۔ کہ شہری زندگی اچھی ہے۔ یا گاؤں کی زندگی اچھی ہے۔ ہم بھی بچپن میں اس قسم کے ڈیبیٹس میں شامل ہوا کرتے تھے۔ لیکن درحقیقت یہ مضمون ہے ہی باطل یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ

ماں اچھی ہے یا بیٹا

ماں اور بیٹے کی تو آپس میں کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی دنیا میں جب کبھی ترقی شروع ہوگی تو تنزل کی حالت میں ترقی کی بنیاد رکھی جائیگی۔ آخر جب قوم میں ہیجان پیدا ہوگا تو لازمی بات ہے۔ کہ کمزوری کی حالت سے قوم ترقی کرے گی۔ جس کے نتیجہ میں اس کا تمدن بڑھتا چلا جائے گا۔ اور تمدن بڑھنے اور انڈسٹری کے وسیع ہونے کے نتیجہ میں شہر پیدا ہوتے ہیں۔ اور شہروں کو قائم رکھنے کے لئے اور ان کے لئے خوراک مہیا کرنے کے لئے ارد گرد گاؤں اور قصبات بنائے جاتے ہیں۔ گویا شہر گاؤں کی اولاد ہیں اور ماں اور بیٹے کا تقابل دنیا میں کوئی نہیں کیا کرتا اسی طرح امیت سے بے شک علم پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ اُمّیت کو قائم رکھنا چاہیئے اور علم کو پیدا کرنا چاہئے اگر ایسا کیا جائے تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ ماں تو ہو مگر اس کے بچے نہ ہوں اگر ماں کے بچے پیدا نہ ہونگے۔ تو نسل ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر امیت کی نسل نہ ہوگی۔ تو بنی نوع انسان کی علمی ترقی سب ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ اگر بیج کو صرف بیج کی حد تک ہی رکھا جائے اور اس کو بویا نہ جائے تو درخت کبھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک امیؐ کے ذریعہ ایسا سلسلہ قائم کرتا ہے۔ تو وہ یہ امید رکھتا ہے۔ کہ وہ سلسلہ بعد میں علوم ظاہری و باطنی کو لیکر دنیا کا مقابلہ کرے پس ہماری جماعت کے نوجوانوں کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ انہوں نے

دنیوی قوموں کا مقابلہ کرنا ہے

انہیں اس کے لئے دونوں قسم کے علوم حاصل کرنے ہوں گے۔ یعنی دنیوی بھی اور مذہبی بھی۔ جب تک یہ دونوں باتیں ہمارے اندر پیدا نہ ہوں گی ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکینگے کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کی

دینی اور دنیوی عمارتیں

صحیح نہ ہوں اگر دنیوی عمارتیں صحیح نہ ہوں گی تو قدرتی بات ہے کہ دنیوی کاموں کے لئے ہمیں غیر قوموں کی طرف نظر اٹھانی پڑیگی۔ اور جب غیر قوموں کے لوگ ہمارے دنیوی کام ٹھیک کریں گے تو یہ لازمی بات ہے کہ اُن کے اخلاق و عادات اور اُن کے عقائد ہمارے نوجوانوں پر بھی اثر کریں گے۔ اور ہماری قوم کی دیوار محفوظ نہیں رہ سکے گی۔ پس جب تک ہم اپنے تمام کاموں کو خود پورا نہ کر سکیں۔ اس وقت تک ہم

اپنی قابلیت کا سکّہ

دنیا پر نہیں جما سکتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے قریباً سو سال بعد کا واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ بنو امیہؔ کے ایک خلیفہ کے زمانہ میں حساب میں گڑبڑ پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے حکم دیا۔

کہ سابق میں وہ اثر اچھا نہیں رہا نہ قابلیت کے لحاظ سے اور نہ کامیاب ہونے والوں کی تعداد کے لحاظ سے۔ جہاں غیر قوموں کے سکولوں میں بعض جگہ پر سو فیصدی لڑکے پاس ہوئے جہاں غیر قوموں کے سکولوں میں بعض جگہ سو فیصدی لڑکے فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے وہاں ہمارے طلباء ۶۰-۷۰ فیصدی کے اندر چکر لگاتے اور بالعموم تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوتے ہیں یہ صاف بات ہے۔ کہ اس قسم کا مواد جب کسی قوم کو ملیگا تو وہ کامیاب طور پر کام نہیں کر سکے گی

کالجوں کی تعلیم

سکولوں کی تعلیم سے زیادہ مشکل ہوتی ہے اور اس میں زیادہ عقل اور زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ تعلیم صرف تعلیم کے لحاظ سے ہی اوپر کے درجہ کی نہیں ہوتی بلکہ قسم کے لحاظ سے بھی جداگانہ ہوتی ہے۔ اس لئے جو طالب علم اچھی قابلیت لے کر کالج میں نہیں جاتے۔ جب ان کی عقل پر بوجھ پڑتا ہے۔ تو وہ پورے طور پر اس کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتے۔ اور اپنے علم اور اساتذہ کے ساتھ دوڑ نہیں سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اساتذہ اور کتابیں آگے بھاگتی چلی جاتی ہیں اور وہ پیچھے رہ جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ کتابوں کی آوازیں جو کچھ [illegible] میں علم کی محبت پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔ مدہم ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور آخر وہ ان آوازوں کو سننے سے ہی محروم رہ جاتے ہیں۔ پس ضرورت ہے کہ

ہمارے سکول کے معیار کو بلند کیا جائے

مجھے گذشتہ سال مختلف رنگوں میں یہ بات سنائی گئی ہے۔ کہ ہمارے سکول کا معیار بلند ہو رہا ہے۔ مگر یہ بات اسی صورت میں صحیح سمجھی جا سکتی ہے۔ کہ پہلے ہمارے سکول کا نتیجہ اگر ۶۰ اور ۷۰ فیصدی کے درمیان تھا تو اب ۷۰ اور ۸۰ فیصدی یا ۸۰ اور ۹۰ فیصدی کے درمیان پہنچ جائے۔ اور دو تین سالوں تک ۱۰۰ فیصدی پر پہنچ جائے اسی طرح

نتائج معیار قابلیت

کے لحاظ سے آگے سے اعلیٰ ہو جائیں یعنی اگر پہلے تھرڈ ڈویژن میں زیادہ لڑکے پاس ہوتے تھے تو اب سیکنڈ ڈویژن میں زیادہ پاس ہوں۔ اور پھر فرسٹ ڈویژن میں زیادہ ہوں اور پھر آہستہ آہستہ تھرڈ اور سیکنڈ ڈویژن بالکل ختم ہو جائے۔ اور سب فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونے لگ جائیں۔ یہ چیز ہے جو ہمیں مطمئن کر سکتی ہے۔ اور تسلی دلا سکتی ہے۔ کہ ہمارے سکول کے طالب علم

پہلے کی نسبت ترقی

کر رہے ہیں۔ یہ ظاہر بات ہے۔ کہ قوم کا بوجھ ہمیشہ تعلیم یافتہ لوگوں پر ہی پڑا کرتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم دنیا کے سامنے یہ بات پیش کرتے ہیں۔ کہ ہمارے مذہب کے بانی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُمی تھے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ جماعت کے تمام افراد کو اُمی ہونا چاہیئے اللہ تعالےٰ اگر معجزانہ رنگ میں ایک چیز دکھاتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں ہوتے۔ کہ وہ معجزہ ہر فرد کے لئے ظاہر کرتا ہے معجزہ کے تو معنے ہی یہی ہیں کہ باقی دنیا اس کی مثال لانے سے محروم ہے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے امی ہو کر دنیا کی اصلاح کر لی تو اس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ دنیا میں امی لوگ وہ کام نہیں کر سکتے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ امی لوگ دنیا کی اصلاح کر سکتے ہیں بلکہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اُمی لوگ نہیں کر سکتے اگر خدا تعالےٰ ایک امی سے یہ کام کرا لے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ خدا تعالےٰ ہر اُمی سے اس طرح کام کرائے گا۔ کیونکہ معجزہ ہر انسان کے ذریعہ نہیں دکھلایا جاتا خدا تعالےٰ بعض معجزات بعض افراد کے ذریعہ دکھلاتا ہے۔ اور باقی افراد کو اپنی کوششوں سے اس معیار پر آنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے جو چیزیں انبیاء کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے معجزانہ طور پر ملتی ہیں باقی لوگوں کو محنت سے حاصل کرنی ہوتی ہیں۔ پس

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُمّی

ہونا یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علوم مروجہ سے اس رنگ میں واقف نہ ہونا جس رنگ میں علماء کو واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ اس بات کا ثبوت نہیں کہ باقی دنیا کو بھی علوم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں میری ہی مثال لے لو

ایک پرائمری فیل آدمی

کا ساری دنیا کے مقابلہ میں کھڑا ہو جانا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ پرائمری فیل ایسا کر سکتا ہے۔ بلکہ یہ ثبوت ہے۔ اس بات کا۔ کہ چونکہ یہ کام اعلےٰ تعلیم یافتہ افراد کے سوا ہو ہی نہیں سکتا اس لئے یہ

الٰہی تائید اور نصرت

سے ہوا ہے۔ اگر عام طور پر یہ کام تعلیم یافتہ آدمیوں کے سوا بھی ہو سکتا تو یہ معجزہ کس بات کا ہوتا معجزہ کے تو معنے ہی یہی ہیں کہ انسان اسے نہیں کر سکتا اور جب یہ بات ہے۔ تو معلوم ہوا کہ علوم میں ترقی حاصل کرنے کے بغیر کوئی قوم دنیا میں ترقی نہیں کر سکتی

انگریزی میں ایک مقولہ

ہے۔ گو وہ اور رنگ میں کہا گیا ہے۔ لیکن بہر حال اس کے ساتھ ملتا جلتا مضمون ہے۔ کہتے ہیں استثناء قانون کو ثابت کرتا ہے کمزور نہیں بناتا۔ پس یہ استثنائی چیزیں ہوتی ہیں۔ ورنہ باقی سب کو اس قانون کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے بنی نوع انسان میں جاری کیا ہے۔ یہ ویسی ہی بات ہے۔ جیسے عام طور پر طالب علموں میں بحث ہوتی ہے۔ کہ شہری زندگی اچھی ہے۔ یا گاؤں کی زندگی اچھی ہے۔ ہم بھی بچپن میں اس قسم کے ڈیبیٹس میں شامل ہوا کرتے تھے۔ لیکن درحقیقت یہ مضمون ہے ہی باطل یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ

ماں اچھی ہے یا بیٹا

ماں اور بیٹے کی تو آپس میں کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی دنیا میں جب کبھی ترقی شروع ہوگی تو تنزل کی حالت میں ترقی کی بنیاد رکھی جائیگی۔ آخر جب قوم میں ہیجان پیدا ہوگا تو لازمی بات ہے۔ کہ کمزوری کی حالت سے قوم ترقی کرے گی۔ جس کے نتیجہ میں اس کا تمدن بڑھتا چلا جائے گا۔ اور تمدن بڑھنے اور انڈسٹری کے وسیع ہونے کے نتیجہ میں شہر پیدا ہوتے ہیں۔ اور شہروں کو قائم رکھنے کے لئے اور ان کے لئے خوراک مہیا کرنے کے لئے ارد گرد گاؤں اور قصبات بنائے جاتے ہیں۔ گویا شہر گاؤں کی اولاد ہیں اور ماں اور بیٹے کا تقابل دنیا میں کوئی نہیں کیا کرتا اسی طرح اُمّیت سے بے شک علم پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ اُمّیت کو قائم رکھنا چاہیئے اور علم کو پیدا کرنا چاہیئے اگر ایسا کیا جائے تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ ماں تو ہو مگر اس کے بچے نہ ہوں اگر ماں کے بچے پیدا نہ ہونگے۔ تو نسل ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر اُمّیت کی نسل نہ ہوگی۔ تو بنی نوع انسان کی علمی ترقی سب ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ اگر بیج کو صرف بیج کی حد تک ہی رکھا جائے اور اس کو بویا نہ جائے تو درخت کبھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک امیؐ کے ذریعہ اپنا سلسلہ قائم کرتا ہے۔ تو وہ یہ امید رکھتا ہے۔ کہ وہ سلسلہ بعد میں علوم ظاہری و باطنی کو لیکر دنیا کا مقابلہ کرے پس ہماری جماعت کے نوجوانوں کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ انہوں نے

دنیوی قوموں کا مقابلہ کرنا ہے

انہیں اس کے لئے دونوں قسم کے علوم حاصل کرنے ہوں گے۔ یعنی دنیوی بھی اور مذہبی بھی۔ جب تک یہ دونوں باتیں ہمارے اندر پیدا نہ ہوں گی ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکینگے کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کی

دینی اور دنیوی عمارتیں

صحیح نہ ہوں اگر دنیوی عمارتیں صحیح نہ ہوں گی تو قدرتی بات ہے کہ دنیوی کاموں کے لئے ہمیں غیر قوموں کی طرف نظر اٹھانی پڑیگی۔ اور جب غیر قوموں کے لوگ ہمارے دنیوی کام ٹھیک کریں گے تو یہ لازمی بات ہے کہ اُن کے اخلاق و عادات اور اُن کے عقائد ہمارے نوجوانوں پر بھی اثر کریں گے۔ اور ہماری قوم کی دیوار محفوظ نہیں رہ سکے گی۔ پس جب تک ہم اپنے تمام کاموں کو خود پورا نہ کر سکیں۔ اس وقت تک ہم

اپنی قابلیت کا سکّہ

دنیا پر نہیں جما سکتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرت کے قریباً سو سال بعد کا واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ بنو امیہ کے ایک خلیفہ کے زمانہ میں حساب میں گڑبڑ پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے حکم دیا۔

کہ حسابوں کو درست کر کے پیش کیا جائے۔ حکم کی تعمیل میں جن افسروں کو حکم دیا گیا انہوں نے کہا۔ کہ

حساب کی درستی

میں اتنے مہینے لگ جائینگے۔ اور اتنے مہینوں کے بعد ہم حساب کو صحیح کر کے پیش کر سکیں گے۔ اس زمانے میں ابھی عربی میں حساب رکھنے کا رواج نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ حساب دان یہودی تھے۔ اور وہی حساب کے محکموں کے افسر تھے۔ اس لئے عبرانی میں ہی حساب رکھا جاتا تھا۔ جس طرح آج سے کچھ سال پہلے لوگ لنڈے میں حساب رکھتے تھے۔ اردو میں حساب رکھنے کا رواج نہیں تھا۔ اس لئے تمام کام

ہندوؤں کے ہاتھ میں

تھا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کو ہندو منشی رکھنے پڑتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب کبھی بادشاہ کو حساب دیکھنے کی ضرورت پیش آتی۔ تو وہ یہ بتانے کے لئے کہ ہمارے بغیر کام نہیں ہو سکتا۔ کہہ دیتے۔ کہ یہ بات تو دو تین ماہ میں پوری ہوگی۔ ایک اہم موقعہ پر خلیفہ نے جب حساب طلب کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ حساب تین چار ماہ تک پیش کیا جا سکے گا۔ اس نے اسی وقت اپنے افسر کو بلایا۔ اور کہا یہ تو بڑی مصیبت ہے۔ کہ جب چاہیں حساب دیں۔ اور جب چاہیں نہ دیں۔ پھر بھی کیا اعتبار ہے کہ ان کا حساب صحیح ہوتا ہے یا غلط۔ اس لئے

سارے دفاتر عربی زبان میں

کر دیئے جائیں۔ اس پر افسروں نے کہا۔ کہ پچھلا حساب پچاس سال سے چلا آ رہا ہے۔ اس کو عربی زبان میں تبدیل کرنے اور پھر عربی زبان میں حساب رکھنے کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے پر بیسیوں سال لگ جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا میں تو یہ چاہتا ہوں۔ کہ یہ چھ ماہ میں ہو جائے۔ انہوں نے کہا یہ تو ناممکن ہے اس وقت

حجاج جو بہت ظالم مشہور ہے

نوجوان تھا۔ اور بہت تیز طبیعت کا تھا۔ وہ بادشاہ کا منہ چڑھا تھا۔ اور رشتہ دار بھی۔ اس کو بادشاہ نے بلایا۔ اور کہا کہ یہ مشکل ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ یہ کام چھ ماہ میں ہو جائے۔ حجاج نے کہا میں چھ ماہ میں کرا دونگا۔ چنانچہ اس نے چھ ماہ میں

سارا حساب کھول کر رکھ دیا۔ تو جب تک ہمارے ہاتھ اس طرح بندھے ہوئے ہوں گے کہ ہم مجبور ہوں۔ کہ دوسرے لوگ ہمارا کام کریں۔ اس وقت تک کبھی بھی ہماری قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ہمارے راستے میں ہر جگہ

روکاوٹیں پیدا کرنیوالے

لوگ موجود ہونگے۔ کامل قوم وہی ہوتی ہے۔ جس میں ہر قسم کے افراد موجود ہوں۔ اگر اس قوم کے افراد بیمار ہوتے ہیں۔ تو ضروری ہے۔ کہ اس میں ڈاکٹر موجود ہوں۔ اگر مقدمات ہوتے ہیں تو ضروری ہے اپنے وکیل موجود ہوں۔ اگر چیزیں خریدنے کی ضرورت ہے۔ تو ضروری ہے کہ ان میں تاجر موجود ہوں۔ پھر جس قسم کی تجارت سے واسطہ پڑتا ہو ضروری ہے۔ کہ وہ تجارت ان کے ہاتھ میں ہو۔ اسی طرح ہر قسم کے علوم سے بھی وہ واقف ہوں اور ان پر ان کو عبور حاصل ہو۔ غرض ہر وہ چیز جس سے ان کو واسطہ پڑے۔ اس کا ان کے قبضہ میں ہونا ضروری ہے۔

اگر ایک چیز بھی

جس کی ہمیں ضرورت ہے ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ تو یہ لازمی بات ہے۔ کہ اس کے ذریعہ ایسا نتیجہ پیدا نہیں ہوگا۔ جس سے ہمیں اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہو جائیگا۔ مثلاً بعض جگہوں پر صرف موٹروں اور لاریوں اور ریلوں کی سٹرائک سے ہی گورنمنٹیں بدل جاتی ہیں۔ ایک قوم کے لوگ یا ایک خیال کے لوگ اس پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد جب چاہیں سٹرائیک کر دیتے ہیں۔ اب خواہ فوج موجود ہو۔ لیکن فوج مثلاً لکھنؤ میں بیٹھی ہے۔ اور فوج کی ضرورت دہلی میں ہے۔ اور لاریوں اور ریل والوں نے سٹرائیک کر دی ہے۔ تو اب فوج دہلی جائے۔ تو کس طرح جائے۔

پس

ترقی کے لئے

ہر علم کے آدمیوں کا قوم میں موجود ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جس قانون سے کوئی آزاد نہیں ہوا۔ ہم اس سے کس طرح آزاد ہو سکتے ہیں۔ ہمارے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ ہماری جماعت میں

ہر قسم کے آدمی

ہوں۔ اور ہوشیار آدمی ہوں۔ جو کند ذہن لڑکے ہیں۔ وہ ہر میدان میں آگر شکست کھاتے ہیں۔ مگر ذہین اور ہوشیار لڑکے ہر میدان میں اول رہتے ہیں۔ اول نمبر کے مقابلہ میں جو دوسرے نمبر پر ہوگا۔ یقیناً ہار جائے گا اور اول نمبر والا جیتے گا۔ اگر کہیں کوئی لڑائی ہوتی ہے۔ تو جو لڑکے زیادہ ذہین ہوں گے۔ جو تعلیم میں زیادہ ہوشیار رہے ہونگے۔ وہ توپ بھی اچھی چلائیں گے۔ ان کی بنی ہوئی توپیں بھی زیادہ اعلےٰ ہوں گی اور یہ لازمی بات ہے۔ کہ دوسری طرف کے سپاہی خواہ کتنے بہادر ہوں۔ چونکہ ان کے لئے توپیں بنانے والے ہوشیار نہیں ہوں گے اس لئے ان کی توپیں دور کی مار نہیں کرینگی۔ اسی طرح ان کی بندوقیں دُور کی مار نہیں کرینگی۔ اس لئے دوسروں کے مقابلہ میں وہ کچھ کر نہیں سکیں گے۔ اور ہار جائیں گے۔ غرض

دوسرے نمبر کی چیز

دُنیا میں کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ وہی چیز زندہ رہ سکتی ہے۔ جو اول نمبر پر ہو۔ جب تک ہمارے نوجوان

اول نمبر پر آنے کی کوشش

نہ کرینگے۔ جب تک وہ اپنی قابلیت کو اتنا نہ بڑھائیں گے۔ کہ ان کو دُنیا کی ہر قوم کے مقابلہ میں پیش کیا جا سکے۔ اگر وہ اول نمبر پر نہ آئیں۔ تو دوم نمبر پر بھی نہ ہوں۔ بلکہ اول کے برابر ہی ہوں اس وقت تک ہم امید نہیں کر سکتے۔ کہ قوم کا دوسرا حصہ جو قربانی کے لئے ہوتا ہے۔ وہ قوم کے لئے مفید وجود ثابت ہو۔ ایک توپچی ہوتا ہے اور ایک سپاہی ہوتا ہے۔ ان میں سے سپاہی جو لڑنے والے ہیں۔

اصل قربانی کا بکرا

ہوتے ہیں۔ توپچی تو دور سے بیٹھے توپ چلاتے ہیں۔ اصل فتح تو لڑنے والوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ جو عوام الناس ہیں۔ اور جو علمی فنون کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر ہوتے ہیں۔ اصل قربانی ان کی ہوتی ہے۔ لیکن وہ خواہ کتنے بہادر ہوں۔ سامان کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے پس جو سامان انہیں مہیّا کیا جائے۔ اگر

وہ اچھا نہ ہو۔ تو وہ اچھا کام نہیں دے سکتے۔ مثلاً

برما میں لڑائی

ہوئی۔ اس کے متعلق جاپانیوں کا اعتراف ہے۔ اور اتحادیوں کا بھی کہ یہ لڑائی درحقیقت ڈاکٹروں نے لڑی ہے۔ برما کے علاقہ میں مچھروں کی تعداد اتنی زیادہ تھی۔ اور اس سے ملیریا اتنی کثرت سے پھیلتا تھا کہ وہاں بیس فی صدی آدمی فوجوں کے مر جاتے تھے۔ جاپانیوں سے یہ غفلت ہوئی۔ کہ انہوں نے پورے طور پر اس طرف توجہ نہیں کی۔ اور خیال کیا۔ کہ ہمارے آدمی قربان کر رہے ہیں۔ لیکن انگریز اس وقت تک برما کے علاقہ میں داخل نہیں ہوئے۔ جب تک انہوں نے

مچھروں پر قبضہ

نہیں کر لیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسی صورت میں وہاں جائیں گے۔ کہ مچھر ہمارے ماتحت ہوں۔ اس صورت میں نہیں جائینگے کہ ہم مچھروں کے ماتحت اور ان کے رحم پر ہوں۔ چنانچہ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں بجائے

بیس فیصدی اموات

کی شرح کے ایک فی صدی سے بھی کم ہو گئی۔ یہی وجہ تھی ان کے جیتنے کی۔ اس کے مقابلہ میں جاپانیوں سے غفلت ہوئی۔ اور انہوں نے ملیریا کا خیال نہ کیا۔ جس کی وجہ سے ان کی فوج کا کافی حصہ مچھروں کا شکار ہو گیا۔ اور ان کی بٹالینوں میں وہ طاقت نہ رہی۔ جو

جنگ کے زمانہ سے پہلے

تھی۔ مثلاً تیرہ سو آدمی بٹالین ہونے چاہئیں تو ان کی بجائے چھ سات سو رہ گئے۔ اور ان میں سے بھی اکثر ملیریا کے مارے ہوئے تھے۔ اور بالکل کمزور اور نحیف۔ اس کے مقابلہ میں انگریز اور امریکن فوجوں کی بٹالینیں پوری کی پوری تھیں۔ اور ان میں جتنے افراد تھے سب کے سب چست اور چالاک تھے۔ ان کو کسی قسم کی بیماری نہیں تھی۔ اور وہ تازہ دم تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ باوجود زیادہ قربانی کرنے کے

جاپانیوں کو شکست

ہوئی جہانتک قربانی کا سوال ہے انہوں نے بہت قربانی کی لیکن سامانوں کی خرابی اور اپنی غفلت کی وجہ سے وہ جیت نہ سکے۔

ایک احمدی جاپانیوں کی قید سے

آزاد ہو کر آئے اور مجھے ملے انہوں نے کہا کہ ہمیں جاپانی قید کر کے فلاں جزیرہ میں لے گئے وہاں ہمیں وہ ایک ہفتہ کے لئے صرف ایک جراب بھر چاول دیتے تھے۔ اور ہمیں اس پر گزارہ کرنا پڑتا تھا۔ میں نے کہا میں اسے ظلم نہیں سمجھ سکتا جب تک یہ نہ بتاؤ کہ وہ جاپانی سپاہی کو اس سے زیادہ دیتے تھے۔ انہوں نے کہا جاپانیوں کو بھی اتنا ہی دیتے تھے۔ میں نے کہا کہ جب وہ اپنوں کو بھی اتنا ہی دیتے تھے تو ہم کو بھی اتنا ملنا کس طرح ظلم کہلا سکتا ہے۔ اب دیکھو وہ قوم سامان کے بغیر لڑائی کے لئے آمادہ تھی۔ انہوں نے قربانی کی لیکن ایسی قربانی جو غلط تھی اور جس کے نتیجہ میں شکست لازمی تھی۔ وہ قربانی کے لفظ پر خوش رہے۔ اگر وہ ہوشیار ہوتے تو ایسی غفلت نہ برتتے لیکن انگریزوں نے اپنے سپاہیوں سے ایسی قربانی کا مطالبہ نہیں کیا اور یہی عقلمندی تھی۔ کیونکہ

لڑنے والے سپاہی کا اگر پیٹ نہ بھرا جائے

تو اس کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسا مشکل موقع پیش آ جائے کہ پاس کچھ نہ رہے تو ایسی حالت میں پھر مجبوری ہے۔ جیسے صحابہ بعض دفعہ صرف کھجوروں کی گٹھلیوں پر گزارہ کرتے تھے۔ ایک لڑائی میں صحابہ نے گٹھلیوں پر گزارہ کیا۔ صحابہؓ کہتے ہیں۔ کہ اس وجہ سے ہمیں سخت قبض ہو گئی جیسے پاخانہ آتا تھا۔ مینگنوں کی شکل میں آتا تھا۔ کیونکہ غذا میں کوئی رطوبت نہ تھی پس جب ضرورت ہو تو پھر بیشک ہر قربانی ہونی چاہیئے مگر بغیر ضرورت کے نہیں۔ اسلام نے

صرف دفاعی جنگوں کا حکم

دیا ہے۔ اور دفاعی جنگ میں قربانی کرنی ہی پڑتی ہے۔ مگر جب یہ پروگرام ہو کہ تم نے حملہ کرنا اور دنیا کو فتح کرنا ہے تو پھر ایسی قربانی کا مطالبہ کرنا۔ گویا قوم کی ہمت کو توڑنا اور اس کو تباہی کے گڑھے میں گرانا ہے۔ جن کے ذہن میں یہ ہو کہ ہم پر دوسرے حملہ آور ہیں۔ اُن سے جتنی بھی قربانی کراتے جاؤ وہ کرتے جائیں گے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ تم حملہ آور ہو اور تم نے ہی فتح پانی ہے۔ تو پھر ضروری ہے۔ کہ اس حملہ کے لئے اور سپاہیوں کی طاقت کو بحال رکھنے کے لئے ان کا پیٹ بھرا رہے۔ چونکہ

جاپان حملہ آور تھا

دفاعی جنگ نہیں کر رہا تھا کہ اس کے سپاہی اپنی حکومت کو مجبور سمجھتے پس جب حکومت نے سپاہیوں کا پیٹ نہ بھرا تو ان کے حوصلے قائم نہ رہ سکے۔ پس یہ لڑائی عقلی طور پر لڑی گئی ہے۔ اتحادیوں کے ڈاکٹروں نے ملیریا کا ایسا علاج نکالا کہ اُن کے سپاہی ملیریا کے اثر سے بچ گئے اتحادی فوجی افسر ملیریا کی

دوائی پر روٹی سے بھی زیادہ زور

دیتے تھے مجھے ایک فوجی دوست ملنے آئے ان کا چہرہ زرد تھا انہوں نے بتایا کہ ہمارے چہرے اس وجہ سے زرد ہیں کہ ہمیں ملیریا سے بچنے کے لئے روزانہ Mepacrine کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں جو چہرے کو زرد کر دیتی ہیں۔ پھر جب کوئی فوجی چھٹی پر آنے لگتا ہے تو پہلے دو تین دن اُسے دو۔ دو تین تین بلکہ چار چار گولیاں کھلاتے ہیں۔ اور جاتے ہوئے اسے جتنے دن کی چھٹی ہوتی ہے اس حساب سے گولیاں گن کر دے دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ باقاعدہ کھاتے رہنا اس طرح اتحادیوں نے اپنی فوجوں کو لڑوایا اور

حکمت عملی سے فتح پالی

پس جب تک ہم علمی طور پر دوسری اقوام کا مقابلہ نہ کریں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ابھی تمہارا دماغ اتنا وسیع نہیں کہ تمام مشکلات کو سمجھ سکو یا ان ضروریات کو سمجھ سکو جو آئندہ تمہارے راستہ میں بحیثیت ایک خاص قوم کے افراد ہونے کے پیش آئیں گی۔ لیکن تم اتنا تو سمجھ سکتے ہو۔ کہ دنیا میں علم والے آدمی کا مقابلہ جاہل نہیں کر سکتے توپ کا مقابلہ لٹھ سے نہیں ہو سکتا۔ لٹھ آدمی کا سر پھاڑ سکتی ہے۔ لیکن توپ کا کام نہیں دے سکتی اور

توپ کا کام

سائنس کا علم اور لوہے کا علم جاننے سے ہوتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ لوہا ڈھالا توپ بنائی اور توپ کے دہانے میں گولے کو ڈال کر چلا دیا حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ معمولی معمولی باتوں سے بہت بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

توپ کی دور کی مار

نالی کی صفائی پر ہوتی ہے۔ اگر نالی کی صفائی کم ہو گی تو توپ کم مار کرے گی اور اگر نالی کی صفائی زیادہ ہو گی تو توپ زیادہ مار کریگی۔ پرانے زمانہ کی قسم کی توپیں اب بھی لوہار بناتے ہیں لیکن چونکہ ان میں صفائی نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ دو چار سو گز اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو گز تک مار کرتی ہیں۔ لیکن جو توپیں Scientific اصول پر بنائی جاتی ہیں وہ چار چار پانچ پانچ میل تک مار کرتی ہیں۔ اسی طرح بندوق کا حال ہے۔ پھر جب نالی میں سے گولا نکلتا ہے۔ تو اس کی گرمی کی وجہ سے لوہے پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے نالی ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔

ہمارے سرحد کے پٹھان

جو توپیں بناتے ہیں وہ چند ماہ کے بعد خراب ہو جاتی ہیں لیکن سائنس کے ذریعہ اب ایسی توپیں بنی ہیں جن پر گولے کا اثر کم سے کم ہوتا ہے۔ یا وہ کم سے کم خرابی قبول کرتی ہیں۔ اور کام زیادہ لمبے عرصہ تک دیتی ہیں۔ کیونکہ ان کا لوہا خاص طور پر تیار کیا جاتا ہے۔ اگر

سرحدی توپیں

چھ سات ماہ تک کام دیتی ہیں تو یہ ۸-۱۰ سال تک کام دے جاتی ہیں تو یہ ساری چیزیں علم کی وجہ سے دنیا میں قائم ہیں اور جو قومیں ہار رہی ہیں وہ جہالت کی وجہ سے ہار رہی ہیں علم اتنی

جلدی جلدی ترقی

کر رہا ہے۔ کہ پہلے گدھوں پر سواری ہوتی تھی پھر گھوڑوں پر ہونے لگی پھر رتھوں چھکڑوں پر سواری شروع ہوئی پھر سائیکل نکل آئے پھر موٹریں آ گئیں۔ پھر ریل آئی۔ پھر ہوائی جہاز آ گئے اسی طرح ہمارا علم بھی بڑھتا چلا جانا چاہیئے۔ یہاں تک کہ ہم

آگے بڑھی ہوئی قوموں کے برابر

ہو جائیں۔ آج جو دنیا میں کھڑا رہیگا گر جائے گا۔ پہلے بھی ایسا ہی ہوتا تھا لیکن اس زمانہ میں تو دنیا حیرت انگیز طور پر ترقی کی طرف اپنا قدم بڑھا رہی ہے۔ آج اگر ایک آدمی موٹر میں سوار ہو کر جا رہا ہے۔ اور ایک آدمی سڑک کے کنارے کھڑا ہے تو بیس پچیس سیکنڈ میں ہی پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ وہ کتنا آگے نکل گیا ہے۔ اور یہ کتنا پیچھے رہ گیا ہے۔ پس اس زمانہ میں کسی آدمی کا کھڑا ہونا اپنی موت کا آپ فتویٰ دینا ہے۔ اس لئے

ہمارے نوجوانوں کو

صرف نعروں پر ہی نہیں رہنا چاہیئے بعض نوجوان خصوصاً سکول کے لڑکے جب کسی جلوس کی صورت میں کہیں جاتے ہیں تو نعرے لگاتے جاتے ہیں۔ فلاں زندہ باد۔ فلاں زندہ باد۔ حالانکہ صرف زندہ باد کہنے سے کیا بنتا ہے زندہ باد کہنے سے نہ تم اور نہ تمہاری قوم زندہ رہ سکتی ہے۔ بلکہ عمل ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے تم اپنی قوم کو زندہ کر سکتے اور زندہ رکھ سکتے ہو۔ پس

عمل کر کے دکھلاؤ

اگر تم صرف زندہ باد کے نعرے لگاتے رہو گے اور عمل نہیں کرو گے تو موت اور ہلاکت کے سوا تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ پس اپنی زندگی کو کامیاب بنانے کی کوشش کرو بچوں کا کام

کھیل کود

ہوتا ہے۔ اور ہم کھیل کود سے تم کو منع نہیں کرتے لیکن ایسی باتیں نہ کرو جن کے خلاف رات دن تمہارا عمل ہوتا ہے اگر فٹ بال۔ کرکٹ۔ ہاکی۔ والی بال کھیلتے ہو تو یہ کھیلیں تمہاری صحت کے لئے مفید ہیں تمہاری مذہبی ذمہ داریوں کے خلاف نہیں اور نہ تمہاری دنیوی ذمہ داریوں کے خلاف ہیں لیکن تمہارا وہ نعرہ تکبیر جو بظاہر نیکی معلوم ہوتا ہے۔ اور تمہارا زندہ باد کہنا جو بظاہر نیکی معلوم ہوتا ہے۔ اور جو فٹ بال یا کرکٹ یا والی بال کے مقابلہ میں ایک جاندار چیز ہے وہ یقیناً تمہاری روحانیت کو مارنے والا ہے۔ اگر اس کے مطابق تمہارا عمل نہیں۔ فٹ بال کسی صورت میں بھی تمہاری روحانیت میں رخنہ نہیں ڈالتا مگر تمہارا اللہ اکبر کا نعرہ یقیناً قومی ترقی پر اثر ڈالتا ہے۔ اگر تمہاری زبان پر اللہ اکبر ہے۔

اور تمہارا ایمان بجائے اللہ اکبر کے لات و منات کو اکبر کہہ رہا ہے۔ اگر تم اپنے عمل سے غداری کر رہے ہو۔ اور اگر تم ترقی کے راستہ پر گامزن نہیں ہو رہے اور اگر تم اپنی قوم کی ترقی کے لئے کوشش نہیں کر رہے تو تمہارا یہ نعرہ تکبیر تمہارے دل پر زنگ لگانے والا ہے۔ اور دنیا کی نگاہوں میں بھی اور اپنی نگاہوں میں بھی اور خدا تعالےٰ کی نگاہوں میں بھی جو تمام خفیہ رازوں سے واقف ہے۔ تم مجرم بنتے ہو۔ پس اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرو کہ اپنی قوم کے لئے مفید بن سکو تم میں سے جنہیں توفیق مل سکے ان کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ وہ

اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی کوشش

کریں (مدرسے کی تعلیم کے متعلق میں نے بتایا ہے۔ کہ یہ ابتدائی تعلیم ہے۔) ہمارے بعض نوجوان تعلیم سے بچنے کیلئے کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم نے تو نوکریاں کرنی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نوجوانوں کا فرض ہے۔ کہ اپنے ماں باپ کی ذمہ داریوں کو اٹھائیں اور اُن کے بوجھ کو ہلکا کریں لیکن اگر انکے ماں باپ اس بوجھ کو اٹھا سکیں تو پھر

ہر ایک نوجوان کا فرض

ہے۔ کہ وہ تعلیم حاصل کرے تا وہ اپنے مذہب اور اپنی قوم کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید وجود بن سکے اوّل تو یہ کوشش کریں کہ اچھے سے اچھے نمبروں پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں پاس ہو سکیں پھر جو پاس ہوں وہ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ کالج میں داخل ہو کر کالج کی تعلیم حاصل کریں اور پھر دوسری چیز جو زیادہ اہم ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ تم میں زیادہ سے زیادہ ایسے لوگ پیدا ہوں۔ جو اپنے آپ کو

قوم کی خدمت کے لئے

پیش کریں اس وقت ہماری جماعت ایسے مقام پر ہے۔ کہ اس کا نظام پہلے سے بہت زیادہ وسیع ہونا چاہتا ہے۔ اور ہو رہا ہے۔

ہونا چاہتا ہے سے مراد

یہ ہے۔ کہ اس وقت اس نظام پر پھیلنے کے لئے اندرونی دباؤ بڑھ رہا ہے۔ اگر ہم اس کو دو کیں تو یقیناً ہمارا نظام ٹوٹ کر رہ جائے گا۔ لیکن اس کے لئے ہمیں آدمی کم مل رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ ہماری جماعت میں اتنی تعلیم نہیں جتنا ہماری جماعت میں پھیلاؤ ہے۔ جب پھیلاؤ کے مطابق تعلیم نہیں ہوتی تو قوم ٹوٹ جاتی ہے۔ یا اس قوم کا قدم ترقی کی دوڑ میں رک جاتا ہے۔ اگر ہم نے ساری دنیا میں تبلیغ کرنی ہے۔ تو ہمارے مبلغ بھی زیادہ ہوں گے اور ہمارے دفتر بھی بڑھیں گے اور جتنے مبلغ زیادہ ہوں گے۔ اتنا ہی مرکز کا عملہ بھی بڑھ جائے گا۔ لیکن

اگر تعلیم زیادہ نہ ہوگی

اگر تعلیم حاصل کرنے والے اپنی زندگی دین کے لئے وقف نہ کریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یا مبلغین کم رہ جائیں گے جس سے اسلام کو نقصان پہنچے گا یا اگر مبلغین پورے ہوں گے اور وہ تبلیغ کے لئے باہر چلے جائیں گے تو آدمیوں کی کمی کی وجہ سے مرکز میں کم آدمی رہ جائیں گے اور مرکز کو نقصان پہنچے گا۔ پس تم میں سے

زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو چاہیئے

کہ وہ اپنی زندگیاں وقف کریں۔ تا ہماری جماعت کا پھیلاؤ آئندہ مرکز کے ساتھ ساتھ اپنے رشتہ کو قائم رکھ سکے۔ اگر بیرونجات میں پھیلاؤ زیادہ ہے۔ اور مرکز چھوٹا ہے۔ یا مرکز پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن بیرونجات میں تبلیغ کا دائرہ وسیع نہیں۔ تو دونوں صورتوں میں جماعت ٹوٹ جاتی ہے۔ وہ آدمی عقلمند نہیں ہوتا۔ جس کا جسم کامل انسان جیسا ہو۔ لیکن سر چھوٹا سا ہو جیسے

شاہ دولے کا چوہا

ہوتا ہے۔ تم میں سے بہتوں نے اسے دیکھا ہوگا۔ اسی طرح وہ بھی احمق ہوتا ہے۔ جس کا سر بہت بڑا ہوتا ہے۔ اور جسم چھوٹا اس کا سر اس لئے بڑا نہیں ہوتا۔ کہ وہ بڑا عقلمند ہے۔ بلکہ ہڈیوں کے بڑھ جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور ہڈیوں کا بڑھ جانا بھی نقص کی وجہ سے اور صحت کی خرابی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے دونوں نسبتیں قائم رہنی چاہئیں اگر سر جسم کی نسبت سے بہت چھوٹا ہو جائے تو بھی انسان بے وقوف ہوگا۔ اور اگر جسم کی نسبت سے سر بہت بڑا ہوگا۔ تو بھی بہت بے وقوف ہوگا۔

دنیا میں سب سے بڑے سر

ہانٹنٹاٹ افریقن قبیلہ کے ہوتے ہیں۔ وہ کوئی زبان اچھی طرح سیکھ لینے کے بعد بھی اسے چار پانچ سال میں بالکل بھول جاتے ہیں۔ پس مرکز کا چھوٹا ہونا اور شاخوں کا پھیل جانا بھی خطرناک ہے۔ اور شاخوں کا چھوٹا ہونا اور مرکز کا پھیل جانا بھی خطرناک ہے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم ان

دونوں چیزوں کا توازن

قائم رکھیں۔ اگر ان دونوں چیزوں کا توازن قائم نہ رکھ سکے۔ تو ہم کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

اس کے بعد میں

اللہ تعالےٰ سے دعا

کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ہماری جماعت کے نوجوانوں کو صحیح طور پر اسلام کی خدمت میں اپنی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے اندر وہ صحیح جذبات پیدا کرے۔ جو زندہ قوموں کی کامیابی کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اور جن کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کے ادا کرنے اور علم کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین ؛

یوم التبلیغ برائے غیر مسلم صاحبان

۷ رشہادت مطابق ۷ راپریل بروز اتوار غیر مسلم صاحبان میں تبلیغ کے لئے دن مقرر کیا گیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ اپنے ضروری کاموں کا حرج کر کے بھی یوم التبلیغ منایا جائے۔ یوم التبلیغ کے منائے جانے کا مفہوم یہ ہے۔ کہ تمام دن سوائے حوائج طبعی کے کوئی دوسرا ذاتی کام نہ کیا جائے۔ اور تمام دن پیغام حق پہنچانے میں صرف کیا جائے جماعتوں کو چاہیئے کہ مرکز سے جو ضروری لٹریچر بھجوایا جائے اسے سمجھدار طبقہ میں تقسیم کریں اور ہر ایک سے عہد لیں کہ وہ اسے پڑھ کر اس پر غور کریگا۔ (ناظر دعوت و تبلیغ)

ہر احمدی سے زندگی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے

وقفِ تجارت کے ماتحت ضروری نہیں کہ پڑھا لکھا ہو۔ ہر احمدی اس میں اپنا نام پیش کر سکتا ہے۔ اور سیدنا حضرت امیر المومنین کا ارشاد ہے کہ میں سمجھتا ہوں یہ عظیم الشان موقع ہے۔ جو شاید آئندہ بیس سال تک پیدا نہ ہو۔

پس اس عظیم الشان موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور خدمتِ احمدیت کا حق ادا کریں۔ اس وقت حضور نے پانچہزار نوجوانوں کو وقفِ تجارت کے لئے بلایا ہے۔ تا کہ ہم اپنی تبلیغ کو موجودہ تبلیغ سے سو گنا زیادہ کر دیں۔ حضور فرماتے ہیں۔

" اس وقت ہمارے پاس پچاس مبلغ ہندوستان میں کام کر رہے ہیں۔ اگر پانچہزار نوجوان اس طرح کام کرنے لگ گئے جو میں نے بتایا ہے۔ تو گویا ہم اپنی تبلیغ کو سو گنے بڑھا دینگے۔

کیا ہر احمدی تبلیغ دین کے لئے بے چین نہیں ہے۔ اگر ہے۔ اور یقیناً ہے تو سوچنا چاہیئے کہ اس نے سو گنا تبلیغ کو بڑھانے میں کیا حصہ لیا ہے۔ اور اس کے لئے ہمارا آقا اپنے نوجوانوں کو خدمتِ دین اور وقف تجارت کے لئے بلاتا ہے۔

پس اب وقت ہے۔ کہ ہمارے نوجوان اپنے آپ کو تجارت کے لئے وقف کریں"۔ کون ہے جو اپنے آقا کی آواز پر کان نہ دھریگا۔ (خاکسار ناظم تجارت)

بیرون ہند محکمہ پولیس میں فوری ضرورت

ہندوستان سے باہر ایک ملک میں محکمہ پولیس میں دیانتدار آدمیوں کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ جو احباب محکمہ پولیس میں ملازم ہوں۔ اور وہ باہر جانا چاہیں۔ وہ اپنے نام مع کوائف متعلقہ اور مکمل پتہ سے ہمیں اطلاع دیں نیز یہ کہ وہ فی الحال محکمہ پولیس میں کس عہدہ پر ملازم ہیں۔ اور اگر محکمہ پولیس میں ملازم نہیں تو معیار۔ علم اور تجربہ کیا ہے۔ تاکہ ان کے لئے ملازمت حاصل کی جا سکے۔ اس طرح سے جہاں جیسے کہ بظاہر امید ہے ترقی کا کافی موقعہ ہے۔ تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے بھی بہت سی آسانیاں ہونگی۔ لہذا احباب جلدی کریں۔ (انچارج تحریک جدید)

احرار کی ناکامی احمدیت کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان ہے

ایک زمانہ تھا۔ جب احرار اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ احمدیت کو کچلنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور طاغوتی طاقتوں کے بل بوتے پر قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانا اپنا نصب العین قرار دیا۔ اس ناپاک مقصد کی تکمیل کے لئے تمام مسلمانان ہند باوجود اپنے صدہا ذاتی اختلافات کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر احرار کی مدد کرنے لگے۔ سارے ملک میں احرار کا طوطی بولنے لگا۔ اس پر طرفہ یہ کہ گورنمنٹ کے بعض حکام بھی ان کی پیٹھ ٹھونکنے اور ان کی خلاف قانون حرکات سے چشم پوشی کرنے لگے۔ بلکہ بسا اوقات ان کے ظالمانہ افعال پر مدد کی گئی۔ جس سے اس پارٹی کی شوخیاں اور شرارتیں حد سے بڑھ گئیں۔ اور جماعت احمدیہ پر وہ وہ ظلم وستم ڈھائے گئے۔ کہ جن کا تصور بھی اہل دل اصحاب کو بے چین کر دیتا ہے۔ اور ایسے ایسے وحشیانہ مظالم اور خلاف اخلاق اور انسانیت سوز حرکات کے یہ لوگ مرتکب ہوئے کہ جن کا نظارہ چشم فلک نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے مکہ کی گلیوں میں ہی دیکھا تھا۔ احمدیوں کو محض اس لئے کہ انہوں نے ایک ایمان کے منادی کی آواز کو سنا اور اس پر ایمان لائے۔ طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ بائیکاٹ کئے گئے۔ ضروریات زندگی سے محروم کر دینے کی کوششیں کی گئیں۔ لڑائی۔ فساد۔ مارپیٹ۔ اور جھوٹے مقدمات بنا کر احمدیوں کو مصیبتوں میں ڈالا گیا۔ قبرستانوں میں احمدیوں کو مردے دفن کرنے سے روکا گیا۔ حتیٰ کہ بعض مقامات پر دفن کئے ہوئے مردوں کی لاشوں کو نکال کر باہر پھینک دیا گیا۔ یا قبر اکھیڑ کر لحد میں لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دی گئی۔ بعض جگہ اکے دکے احمدیوں کو اس قدر تنگ کیا گیا۔ کہ وہ اپنے آبائی مسکنوں کو چھوڑ دینے پر مجبور ہو گئے۔ غرض کوئی ایسا طریق نہ تھا۔ جس سے احمدیت کو مٹانے کی کوشش نہ کی گئی۔ اور کوئی ایسا حربہ نہ تھا۔ جو احمدیت کے خلاف استعمال نہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ زمین باوجود اپنی فراخیوں کے اس چھوٹی سی جماعت پر تنگ ہو گئی۔ جور و استبداد کے مہیب بادلوں نے اسے گھیر لیا۔ اور مومنین احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون کے مطابق زبردست ابتلاء میں ڈالے گئے۔ جس سے ان کے قلوب ہل گئے۔ اور وہ پکار اٹھے متیٰ نصر اللّٰہ۔ لیکن جب مومنین نے صدق و صفا کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ جس کی نظیر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے سوا ڈھونڈنا فضول ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے بھی اپنے وعدہ کے مطابق اپنے مقرب اور محبوب بندہ کے ذریعہ یہ خوشخبری دی۔ کہ میں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں۔ الا ان نصر اللّٰہ قریب کی بشارت تھی۔ جس نے ان کے غم و حزن کو سرور و انبساط سے بدل دیا۔ اور سونے کو آگ میں ڈال کر کندن بنا دیا۔

الغرض ایک وقت ایسا تھا۔ جب احرار اپنی کامیابی کے نشہ میں مست تھے۔ ایک بھری مجلس میں احرار کے لیڈر افضل حق صاحب نے ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو یہاں تک کہہ دیا۔ کہ ہم نے ارادہ کر لیا ہے۔ اب احمدیت کو مٹا کے ہی چھوڑیں گے۔ مگر اس بیچارے کو کیا معلوم تھا۔ کہ تقدیر الٰہی سر پر کھڑی ہنس رہی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فرشتے اس ناپاک منصوبے پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ اور بارگاہ ایزدی سے احرار کا تختہ الٹ دینے کے لئے اشارہ کے منتظر کھڑے ہیں۔ اور انی مھین من اراد اھانتک کے مطابق آسمان پر ان کی ذلت کے سامان کر رہے ہیں۔

وہ دن گئے اور آج کل کے دن آئے۔ بلکہ چشم بینا کے لئے بہت سے سامان رشد و ہدایت پیدا ہو گئے۔ وہی احرار جو کبھی علمبردار اسلام سمجھے جاتے تھے۔ اپنی طاغوتی لشکروں کے ہاتھوں جن کو لے کر وہ قصر احمدیت پر حملہ آور ہوئے تھے۔ ایسے ذلیل و خوار اور خائب و خاسر ہوئے۔ کہ نابود ہی ہو گئے۔ جہاں گئے ناکامی اور نامرادی نے ان کا استقبال کیا۔ جس طرف انہوں نے رخ کیا لعنت و ملامت کے تیر ان پر برسائے گئے۔ مردہ باد کے نعروں کے سوا مسلمانوں کے پاس ان کے لئے کوئی تحفہ باقی نہ رہا۔ موجودہ الیکشن میں تو ان کی حالت بالکل گوسالہ سامری کی طرح ہو گئی۔ جس میں سے صرف ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے۔ لیکن درحقیقت عجل جسدا لہ خوار کے مصداق ہیں۔ مسلمان اس قدر ان سے بدظن ہو چکے ہیں۔ کہ ان کو گالیاں تک دینا کار ثواب سمجھتے ہیں۔ ایک غیر احمدی سے میری الیکشن کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ دوران گفتگو میں احرار کے ذکر پر انہوں نے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ اگر اب ان کے علماء ہمیں یہ کہیں کہ سورج مشرق سے نکلتا ہے۔ تو بھی ہم یہی کہیں گے۔ کہ نہیں مغرب سے نکلتا ہے۔ غرض اس پارٹی کی ذلت و خواری کو سب نے ملاحظہ کیا۔ اور احمدیت کو مٹانے والوں کو اس عبرتناک طور پر مٹتے دیکھا۔ کہ جس کا انکار کوئی صاحب ہوش و حواس نہیں کر سکتا۔ اور زمین ایسے طور سے ان کے پاؤں کے نیچے سے نکل چکی ہے۔ کہ اب عدم آباد ہی ان کا ٹھکانا ہو گا۔ وہ دن دور نہیں۔ جب خود ان کے اپنے بھائی احرار کے سسکتے ہوئے لاشہ کو پائے حقارت کی ٹھوکروں سے ان کے اصلی مقام تک پہنچا دینگے۔ اور بغیر فاتحہ و درود ایسے عمیق و تاریک گڑھے میں دفن کریں گے۔ کہ جہاں ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔

اس کے برعکس وہ جماعت جس کو مٹا دینے کا عزم احرار نے کیا تھا۔ ہر لحاظ سے بڑھی۔ پھولی۔ اور پھیلی۔ اور اپنے امام کامگار کی رہنمائی میں کامیاب و کامران ہوئی۔ اور ہر جہت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی اور کر رہی ہے۔

ہزاروں اور لاکھوں افراد اس سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے۔ اس شجرہ طیبہ کی شاخیں دیار و امصار میں پھیل گئیں۔ دین احمدؐ کے پاسبان اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی فوج کے مجاہد سپاہی سر بکف حسبنا اللّٰہ کہتے ہوئے بے سروسامان اکناف عالم میں نکل گئے اور ہزاروں بندگان خدا کو آستانہ الوہیت پر لا ڈالا۔ چنانچہ Illustrated Weekly اور Dawn نے وہ پرچے جن میں ہمارے لنڈن جانے والے مجاہدین کے قافلہ کے فوٹو شائع ہوئے ہیں۔ احرار اور ایسے ہی دوسرے مخالفین احمدیت کے لئے تازیانۂ عبرت اور غور کرنے والوں کے لئے حق کو قبول کرنے کے لئے عظیم الشان نشان ہے۔

پس اے طالبان حق! مندرجہ بالا حقائق اور واقعات کی روشنی میں تدبر کرنا چاہیئے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام انی مھین من اراد اھانتک کے مطابق احرار باوجود ظاہری ساز و سامان کے ایک نہتی اور کمزور جماعت کے مقابلہ میں سخت ذلیل و خوار اور خائب و خاسر نہیں ہوئے۔ اور پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ایسے وقت احرار کی تباہی و بربادی کی پیشگوئی کرنا جب بظاہر حالات سخت مخالف ہوں۔ اور پھر اس کا بالکل اسی طرح وقوع میں آنا کیا انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ یہ احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک روشن ثبوت ہے۔ اگر پھر بھی انکار پر اصرار ہو۔ تو ہم کہتے ہیں۔ ؎

اس قدر نصرت تو کاذب کی نہیں ہوتی کبھی
گر نہیں باور نظیریں اس کی تم لاؤ دو چار
جس کے دعویٰ کی سراسر افترا پر ہے بنا
اس کی یہ تائید ہو پھر جھوٹ سچ میں کیا نکھار

(خاکسار عبد الحمید قائد مجلس خدام الاحمدیہ شملہ)

ہندی جاننے والے احباب توجہ فرمائیں

احباب کو معلوم ہے۔ کہ نظارت دعوۃ و تبلیغ نے ہندی و گورمکھی میں ایک سلسلہ ٹریکٹ جاری کیا ہے۔ اس کا ایک نمبر جلسہ سالانہ پر شائع ہو چکا ہے۔ اب ہر ایک کا دوسرا نمبر زیر ترتیب ہے۔ جو انشاء اللہ مجلس مشاورت پر شائع ہونگے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ یہ سلسلہ ٹریکٹ تبلیغ کے لئے مفید ثابت ہو۔ اور جو ہمارے بھائی اردو نہیں پڑھ سکتے۔ وہ ان کے ذریعہ اسلام کی حقیقی تعلیم حاصل کر سکیں۔ احباب سے میری درخواست ہے۔ کہ جو دوست ہندی جانتے ہیں۔ وہ براہ مہربانی مجھے اپنے پتوں سے مطلع فرماویں۔ تا ان سے اس سلسلہ میں مناسب کام اور مفید مشورہ لیا جا سکے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر "الفضل" کو مخاطب کیا جائے نہ کہ ایڈیٹر کو

خدا تعالیٰ کے ایک جلالی نشان کے ظہور کی خوشی میں عظیم الشان جلسہ

پنڈت لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی

قادیان ۶ مارچ آج بعد نماز ظہر ۱ بجے زیر صدارت مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری جلسہ منعقد ہوا۔

افتتاحی تقریر

صاحب صدر نے اپنی افتتاحی تقریر میں بیان کیا۔ کہ ہر مذہب کے پیرو اپنے اپنے مذہب کو سچا کہتے ہیں۔ مگر سچے مذہب کی علامت خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بیان فرمائی ہے کہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی یعنی سچا مذہب وہی ہے۔ جس کے اندر تازہ بتازہ نشانات پائے جاتے ہوں۔ اور ان نشانات کے ذریعہ وہ مذہب دیگر مذاہب پر غلبہ رکھتا ہو۔ آج سے نصف صدی پیشتر اس بستی میں خدا تعالیٰ نے دنیا ایک مامور مبعوث فرمایا۔ اور اس کو الہام کیا۔ کہ اب اگر کوئی خدا سے اپنا تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے بجز اس کے اور کوئی طریق نہیں کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرے۔ آپ نے عقلی دلائل کے ذریعہ اسلام کی حقانیت دیگر مذاہب پر ثابت کی۔ چونکہ آپ کی حیثیت محض ایک مبلغ۔ مناظر یا متکلم کی نہیں تھی بلکہ آپ خدا کے رسول تھے۔ اس لئے آپ نے تمام مذاہب کے لیڈروں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ آؤ ہم سچے مذہب کے متعلق خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہیں۔ اور اس سے نشان طلب کریں۔ آریوں میں سے ایک شخص پنڈت لیکھرام اس مقابلہ کے لئے میدان میں آیا۔ اور اس نے اپنی موت کو معیار صداقت قرار دیتے ہوئے اس کا مطالبہ کیا۔ اس پر ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو خدا کے پاک نبی نے اس کے متعلق پیشگوئی شائع فرمائی۔ کہ یہ شخص چھ سال کے عرصہ میں ہیبت ناک طور پہ مارا جائے گا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو یہ شخص قتل ہوا۔ یہ مقابلہ کوئی شخصی مقابلہ نہیں تھا۔ بلکہ دو مذہبی نمائندوں کا مقابلہ تھا۔ جس میں خدا تعالیٰ نے ثابت فرما دیا۔ کہ سچا مذہب اسلام ہے۔ جس کی سچائی کے لئے تازہ بتازہ نشانات کا ظہور ہوتا ہے۔ نہ کہ ویدک دھرم۔

نیز فرمایا۔ میں اس بات کی وجہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ آج کے دن جو ہم خوشی مناتے ہیں۔ تو اس وجہ سے نہیں کہ ہمیں آریوں سے پرخاش ہے اس وجہ سے بھی نہیں کہ ان کا نمائندہ مارا گیا۔ کسی شخص کے مرنے سے ہمیں خوشی نہیں۔ بلکہ ہماری خوشی اس بات پر ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام صاحب کی موت اسلام کی سچائی کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے۔ پس ہم آج اس لئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ اس زندہ خدا کے نشانات بیان کریں۔ جو پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ اب بھی ہوتا ہے۔ اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔

بابو فتح محمد صاحب شرما کی تقریر

صاحب صدر کی افتتاحی تقریر کے بعد بابو فتح محمد صاحب شرما نے اپنی تقریر میں بیان کیا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ آتے ہیں۔ ساری دنیا ان کی مخالفت کرتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بات ہی آخر پوری ہوتی ہے۔ آریوں نے اپنے جلسہ میں ہمیں گالیاں دیں۔ ہمارے بزرگوں کو برا بھلا کہا۔ ہم ان سب باتوں کو حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ آریوں نے اپنے جلسہ میں کہا۔ احمدی کتنے کمینے ہیں۔ کہ ایک شخص کے مر جانے کی وجہ سے ہر سال خوشی مناتے ہیں۔ مگر کیا آریہ کوئی ایک بھی ایسی تحریر پیش کر سکتے ہیں۔ جس میں ہم نے لکھا ہو کہ ہم لیکھرام صاحب کی موت سے خوش ہیں۔ خدا گواہ ہے۔ کہ ہمیں لیکھرام صاحب کی موت کی خوشی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سراج منیر کے صفحہ ۲۵ پہ تحریر فرمایا ہے۔ ایک انسان کی جان جانے سے ہمارے دل دردمند ہیں۔ ہمیں خوشی تو صرف اس بات کی کہ خدا تعالیٰ کی بات نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ ہم آریوں سے پوچھتے ہیں کہ آج سے پانچ ہزار سال قبل حضرت رام چندر جی اور راون کا جو مقابلہ ہوا جس میں راون تباہ ہوا۔ اور رام چندر جی کو خدا تعالیٰ نے فتح دی۔ اب بقول تمہارے یہ کہاں کی شرافت ہے کہ تم راون کی موت اور تباہی پر ہر سال خوشیاں مناتے ہو۔ مٹھائیاں بانٹتے ہو۔ رنگ برنگ کے لباس پہنتے ہو۔ کیا پانچ ہزار برس گزر جانے پر بھی تمہارا کینہ دور نہیں ہوا۔ کیا تم بتا سکتے ہو۔ کہ لیکھرام صاحب کی موت کا دن منانے کے لئے کسی احمدی نے رنگ برنگ کے کپڑے پہنے مٹھائیاں بانٹیں۔ یا خوشی کے شادیانے بجائے پس ہم لیکھرام صاحب کی موت کی خوشی نہیں مناتے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق ہمارے دل دردمند ہیں۔ ہماری خوشی کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ اس دن خدا تعالیٰ کی بات پوری ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ کے دین کو غلبہ حاصل ہوا۔

قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی تقریر

جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے تقریر کرتے ہوئے اس پیشگوئی کے اسباب بیان کئے۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے اس وجہ سے یہ قہری تجلی دکھائی اور اس وجہ سے خدا تعالیٰ کے غضب کا یہ نشان ظاہر ہوا۔ کہ آریہ سماج کے لیڈر پنڈت لیکھرام صاحب کا دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی کا رویہ بڑا دلآزار تھا۔ دیگر مذاہب کے پیشواؤں کو گالیاں دینا اور ان کے خلاف بدزبانی کرنا تو گویا ان کی خوراک تھی۔ بالخصوص سرور کائنات فخر موجودات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں تو پنڈت جی نے انتہائی گستاخی کی۔ اور اس قدر گالیاں دیں کہ اس کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ پھر آپ کے غلام حضرت احمد علیہ السلام کی شان میں بھی نہایت دلآزار اور گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکایا۔ پنڈت لیکھرام صاحب کی ہلاکت کا دوسرا موجب اس کا افترا علے اللہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے بالمقابل خدا پر جھوٹ باندھتے ہوئے اس نے جھوٹی پیشگوئیاں شائع کیں۔ جس پر خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے قہری اور جلالی نشان کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا۔ کہ کونسا فریق میرے الہام اور میری وحی کے مطابق پیشگوئی کرتا ہے۔ اور کونسا فریق اپنے نفس سے باتیں بنا کر جھوٹ بولتا ہے۔

ملک محمد عبد اللہ صاحب کی تقریر

مکرم ملک محمد عبد اللہ صاحب نے وہ خط و کتابت پڑھ کر سنائی۔ جو قادیان کی لوکل جماعت اور آریہ سماج کے ذمہ دار آدمیوں کے درمیان ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ آریوں کے اعلانات اور اشتہارات سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ ہمارے ساتھ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر جب ہم نے ان کو مناظرہ کے شرائط طے کرنے کے لئے لکھا۔ تو انہوں نے پہلو تہی شروع کر دی۔ دراصل آریہ دوست اس غلط فہمی میں رہے۔ کہ چونکہ یہاں احمدیوں کا مرکز ہے۔ اس لئے احمدی اپنے مرکز میں مناظرہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ اور اس طرح ہم کہہ سکیں گے۔ کہ دیکھو احمدی ہمارے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے۔ انہیں معلوم نہیں تھا۔ کہ یہاں ہماری ایک لوکل جماعت بھی ہے جو ہر وقت ان کا چیلنج قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔

گیانی واحد حسین صاحب کی تقریر

مکرم گیانی واحد حسین صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا۔ کہ ۶ مارچ کا دن دنیا کی مذہبی تاریخ میں ایک خاص دن ہے۔ اس لئے نہیں کہ اس دن ایک شخص ہلاک ہوا۔ بلکہ اس لئے کہ اس دن دو مذہبوں یعنے اسلام اور ویدک دھرم کے درمیان خدا تعالیٰ نے اپنے جلالی نشان کے ذریعہ فیصلہ فرما دیا

سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ گیانی صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا۔ کہ پنڈت لیکھرام صاحب نے خدا تعالےٰ پر جھوٹ باندھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے متعلق جو پیشگوئیاں کیں۔ وہ ایک ایک کرکے جھوٹی نکلیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیکھرام کی ہلاکت کے علاوہ آریہ مذہب کے متعلق پیشگوئی بھی فرمائی تھی۔ کہ خدا تعالیٰ آریوں کو شکست دے گا۔ اور آریہ مذہب سے بھاگیں گے۔ اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔ حضور کی یہ پیشگوئی بھی اس شان سے پوری ہوئی کہ خود آریہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہم دیانند کے اپدیش کو خاک میں ملا رہے ہیں۔ اور ویدک سدھانتوں سے کورے ہیں۔ نیز یہ احمدی ہم پر جو اعتراض کرتے ہیں۔ ہماری طرف سے ان کا جواب دینے والا کوئی نہیں۔ اس ضمن میں گیانی صاحب نے آریوں کے اخبارات و رسائل سے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

مولوی محمد یار صاحب عارف کی تقریر

مکرم مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا۔ کہ آج کا دن ہمارے لئے خوشی اور عید کا دن ہے۔ اس لئے کہ آج کے دن خدا تعالیٰ نے ایک ایسا جلالی نشان ظاہر فرمایا جس نے ثابت کر دیا۔ کہ جو یقین اور ایمان ہمیں اپنے مذہب اسلام پر حاصل ہے۔ وہ بالکل درست ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس نشان کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ ایک طرف تو مجھے اس واقعہ سے رنج اور تکلیف ہے۔ کہ ایک شخص مارا گیا۔ اور دوسری طرف مجھے خوشی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا نشان پورا ہوا۔ ۶ رمارچ کے دن آریہ ماتم مناتے ہیں۔ اور ان کا یہ فعل ثابت کرتا ہے۔ کہ آریہ قوم یہ محسوس کرتی ہے کہ پنڈت لیکھرام کی موت ویدک دھرم کے لئے زبردست صدمہ ہے۔ اور ان کی موت ایک شخص کی موت نہیں۔ بلکہ ساری قوم اور سارے مذہب کی موت ہے۔ پس ہمیں خوشی ہے۔ کہ آریہ سماج بھی یہ دن مناتی ہے۔ اور اس طرح اس نشان کو تازہ رکھنے کا موجب بنتی ہے۔ مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں یہ بات پہلے سے موجود تھی۔ کہ قاتل پکڑا نہیں جائیگا۔ یہ کہنا کہ لیکھرام کا قتل سازش کے نتیجہ میں ہوا۔ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ آریوں کے دل مانتے ہیں۔ کہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ مگر وہ اس کی شان کو کم کرنے کے لئے اسے سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

صدارتی تقریر

جناب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں بیان کیا۔ کہ اگر آریہ دوست سچ مچ یہی سمجھتے ہیں کہ لیکھرام صاحب کی موت سازش سے ہوئی تو وہ کیوں میدان میں آکر فیصلہ نہیں کر لیتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو چیلنج دیا۔ کہ ان کے لیڈر اس کے متعلق حلفی بیان شائع کریں۔ کہ ہم لیکھرام کی موت کو سازش کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ اور کہیں اے خدا اگر ہم یہ حلف اٹھانے میں جھوٹے ہیں۔ تو ہم پر ایک سال کے اندر اندر عذاب نازل کر اس کے بعد ایک سال گذرنے پر اگر وہ زندہ رہیں۔ تو وہ سچے اور ہم جھوٹے۔ مگر آج تک کسی آریہ کو اس میدان میں اترنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ پس آریوں کا اپنے گھر بیٹھ کر یہ کہنا کہ لیکھرام کی موت سازش کا نتیجہ تھی۔ کوئی حقیقت نہیں رکھتا اگر وہ سچ مچ ایسا سمجھتے ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ وہ میدان میں آکر بیان دیں اور مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں پھر اگر خدا کی طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہو تو ان کو حق ہے کہ اس قتل کو سازش کا نتیجہ قرار دیں۔ لیکن جب تک اس طریق سے فیصلہ نہ کریں۔ ظاہر ہے۔ کہ دراصل ان کے دل مانتے ہیں۔ کہ یہ نشان بغیر کسی سازش کے پورا ہوا۔ اور بڑی شان سے پورا ہوا۔ خاکسار محمد اسمٰعیل دیالگڑھی

ایک ہیڈ فٹر کی ضرورت

ایک ہیڈ فٹر کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ اگر کوئی واقف زندگی اپنے آپ کو اس کام کے لئے موزوں سمجھتے ہوں تو وہ اپنے نام سے ہمیں اطلاع دیں۔ اور اگر کوئی اور دوست اپنے آپ کو ہیڈ فٹر کے کام کے قابل سمجھتے ہوں۔ اگر وہ اپنی زندگی وقف کر دیں تو انکے متعلق غور کیا جا سکیگا
دفتر تحریک جدید

بمبئی کے ایک بہت بڑے جلسے کے تاثرات

رائل انڈین نیوی کے جہازیوں کی گڑبڑ کا سن کر پنڈت جواہر لال صاحب نہرو ۲۶ فروری کو بمبئی تشریف لائے۔ آپ کی تقریر کے لئے سمندر کے کنارے انتظام کیا گیا۔ پنڈت صاحب چونکہ مشہور و عالم ہندوستانی لیڈر اور سیاست دان ہیں۔ اس لئے خاکسار آپکی تقریر سننے کے لئے جلسہ میں گیا۔ کئی لاکھ نفوس کا مجمع تھا۔ لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ صدر جلسہ سردار ولبھ بھائی پٹیل تھے۔ صاحب صدر نے افتتاحی تقریر سمجھ کر گجراتی یا مرہٹی زبان میں شروع کی۔ تو چاروں طرف سے حاضرین نے آواز بلند کی۔ کہ "ہندوستانی میں۔ ہندوستانی میں"۔ سردار پٹیل نے "ٹھیک ہے" کہہ کر اردو میں نصف گھنٹہ تک تقریر کی اور تشدد۔ غنڈہ گردی اور ہلڑ بازی کی سخت مذمت کی۔ نیز فرمایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب انتخابات کے سلسلہ میں ملک کا دورہ کر رہے تھے غضب ہوا۔ کہ انہیں یہاں بلا لیا گیا ہے اس کے بعد پنڈت نہرو صاحب نے بھی اردو میں ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

مجھے کسی نے یہاں آنے کی دعوت نہیں دی۔ چونکہ میں فوجی۔ بحری اور بری نوجوانوں سے گہری دلچسپی رکھتا ہوں۔ اس لئے جب میں نے اخبارات میں یہاں کے حالات کے متعلق پڑھا۔ تو میری بے تابی مجھے مجبوراً یہاں لے آئی۔ اگر میں یہاں نہ آتا۔ تو میرے لئے کوئی اور کام تسلی کے ساتھ کرنا مشکل ہو جاتا۔ میرے خیالات منتشر اور پریشان رہتے اور میرا خیال ان لوگوں کی طرف رہتا۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ یہ فوجی لوگ ہم سے علیحدہ رہتے تھے۔ اور ہم ان سے ناخوش۔ شکر ہے۔ کہ آہستہ آہستہ ہم ایک دوسرے کے قریب ہو رہے ہیں۔

موجودہ حالات کے متعلق فرمایا۔ ان نوجوانوں کو اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے تھا۔ کہ خالف کے پاس ان سے بہت زیادہ ہتھیار ہیں۔ اس لئے ان کو ہتھیاروں کے استعمال سے پہلے مخالف طاقت کا اندازہ کر لینا چاہیئے تھا۔ جب وقت آئے گا۔ تو ہم سارے ہندوستان کو مناسب قدم اٹھانے کی دعوت دیں گے۔ ہر کام کسی انتظام کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ یہ اٹھارہ اٹھارہ بیس بیس سال کے بچے ہیں۔ اور ان کی سمجھ بھی ان کی عمر کے مطابق ہے۔ ان کو میں کیا طعن کر سکتا ہوں۔ ان کو بڑوں کی عقل کے ترازو میں تولا نہیں جا سکتا۔

جن وجوہ کی بناء پر ان لوگوں نے سٹرائک اور گڑبڑ کی۔ ان کو پنڈت صاحب نے درست قرار دیا۔ مثلاً ہندوستانی اور یورپین ایک ہی رینک کے ملازموں کو کم اور زیادہ تنخواہ۔ خوراک میں فرق وغیرہ وغیرہ۔

بعض باتیں جن سے میں خاص طور پر متاثر ہوا یہ ہیں۔ اردو زبان سارے ہندوستان میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ بمبئی ایک شہر ہے۔ جہاں ہندوستان کے ہر حصہ کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اس صوبہ کی زبان میں جب تقریر شروع ہوئی۔ تو لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ اور سردار پٹیل کو بھی "ٹھیک ہے" کہہ کر اردو میں تقریر کرنا پڑی۔

میں پنڈت جواہر لعل صاحب کے متعلق خیال کرتا تھا۔ کہ اتنا نامی لیڈر اعلےٰ درجہ کا مقرر ہوگا۔ اردو زبان انکی مادری ہے۔ لیکن پھر بھی تقریر میں وہ سلاست اور روانی نہ تھی۔ جس کے ہم عادی ہیں۔ ہم جو تقریریں سنتے ہیں ان کا عشر عشیر بھی پنڈت صاحب کی تقریر میں جوڑ اور ضبط نہ تھا۔ مجھے نفس مضمون سے بحث نہیں۔ اسلوب بیان اور روانگی ایسی نہ تھی۔ بعض اوقات تقریر کرتے کرتے رک ایسے رکتے۔ کہ ایک ہی فقرہ بار بار رکھنا پڑتا۔

جلسہ کا انتظام اچھا نہ تھا۔ دوران تقریر میں کبھی ایک طرف طوفان بے تمیزی شروع ہو جاتا کبھی دوسری طرف سینکڑوں لوگ جلسے سے اٹھ کر باہر جاتے تھے۔ اور تقریر میں بے لطفی پیدا کرتے تھے۔ بعض حصوں میں لوگ بار بار شور کرتے اور باتیں کرتے رہے کئی بار پنڈت صاحب کو آرام اور سکون سے جلسہ سننے کی نصیحت کرنا پڑی۔

(محمد اسحاق از بمبئی)

331

یہ کوئی مشکل امر نہیں

جماعت احمدیہ کے افراد سے ان کے آقا نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ "وہ جس طرح خدمت اسلام کے لئے لازمی طور پر چندہ دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ یہ عہد کریں کہ مثل چندہ کے وہ ہر سال ایک احمدی بنائیں گے۔" گویا دوسرے الفاظ میں حضور کا منشا ہے۔ کہ جس طرح چندہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں اس کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے۔ اس امر کو بھی اپنی ذمہ واری قرار دیں۔ کہ اگر ایک سال ہر احمدی نے ایک نیا احمدی نہ بنایا۔ تو اگلے سال اسے دو بنانے پڑیں گے۔ اور تیسرے سال تین۔ اور اس طرح اس کے ذمہ ایک قرضہ جمع ہوتا جائیگا وہ اس کا خدا کے حضور اور خدا کے خلیفہ کے حضور اور اپنے ضمیر کے سامنے جواب دہ ہوگا۔

ہر احمدی یہ خیال کرتا ہوگا۔ کہ یہ تو بہت مشکل مطالبہ ہے۔ بھلا ہم دوسروں کے دلوں پر کس طرح ایسا قبضہ پا سکتے ہیں۔ کہ ہم ان کو مجبور کر سکیں کہ وہ احمدی ہوں۔ اور احمدیت کو اپنے رگ و ریشہ میں سرایت ہونے دیں۔

ایک عام انسان یہ کہے تو درست ہے۔ ایک ایسا انسان جو خدا تعالےٰ کو نہ مانتا ہو۔ خدا کی صفات کو نہ مانتا ہو۔ اس کی قدرتوں کو نہ مانتا ہو۔ مادی دنیا کے تصور تک ہی اس کی دنیا محدود ہو وہ اپنے اس قول میں سچا ہے کہ یہ کام مشکل ہے۔ لیکن کوئی احمدی یہ کہے۔ تو وہ نام کا ہی احمدی ہوگا۔

ہمارے آباؤ اجداد اپنی اس روحانی قوت قدسیہ سے جو انہوں نے خدا تعالےٰ کے رسول سے پائی جو انہوں نے قرآن سے پائی۔ جو انہوں نے عبادت و ریاضت سے پائی اس کے اندر سے انہوں نے وہ وہ کرامات دکھائیں جو ظاہر بین نظروں کو کہانی نظر آتی ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ روحانی توجہ اتنی زبردست قوت اپنے اندر رکھتی ہے کہ وہ تند ہواؤں کو روک سکتی ہے۔ وہ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا سکتی ہے۔ وہ پانی کو تھما سکتی ہے۔ عدم سے وجود میں لا سکتی ہے۔ بھلا انسان کے خیالات کو نہ بدل سکے گی؟

اور جبکہ ہمارے پاس صداقت ہے۔ اور صداقت بھی وہ جس کو لوگ چاہتے ہیں کہ اپنا رنگ دے کر اپنا لیں اور کہہ دیں یہ تو ہماری چیز ہے۔ حالانکہ در اصل وہ اسلام کی ہے۔

پھر اس صداقت کے دلائل سے کیوں ہم معقول پسند اشخاص کو بدل سکیں گے ہاں غیر معقول اور کٹ حجتی سوائے عذاب الٰہی کے کبھی نہیں سدھر سکتے۔ ان کو خدا ہی ٹھیک کرے گا۔ لیکن یہ تھوڑے ہیں اور ہمارے ڈھب کے بہت سے لوگ ہیں۔ پس یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے کہ ہر احمدی ہر سال ایک نیا احمدی بنائے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ ہم معمولی معمولی معذوریوں کو اپنے راستے میں روک نہ بنائیں۔ اپنی قوت توجہ کو اللہ تعالےٰ کی رضا کی راہوں پر چل کر اس قدر مضبوط بنائیں کہ ہم لوگوں کی طرف نظر کریں۔ تو لوگ ہمارے ہم خیال ہوتے چلے جائیں۔ لوگوں کے پتھر سے سخت دل موم کی طرح نرم ہو جائیں۔ اور یہ صرف اسی صورت میں ہوگا۔ کہ ہم اپنی کمزوریوں کی اصلاح کریں۔ ہمارا دین زندہ ہے۔ ہمارے پاس زندہ کتاب ہے۔ ہمارا رسول زندہ رسول ہے۔ خدا تعالےٰ کا خلیفہ ہم میں موجود ہے۔ جو خدا سے بشارات پاکر ہمیں کام کی طرف بلاتا ہے۔

پس ہم اس امر کے لئے تیار رہیں کہ خلیفہ کے منہ سے بات نکلے۔ اور ہم عزم صمیم کے ساتھ کمربستہ ہو جائیں۔ کہ خدا کے خلیفہ کے منہ سے یہ بات نکلی ہے جب تک اس کو پورا نہ کر لیا جائے۔ آرام کا سانس نہیں لینا ہے۔

کسی قوم کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے مطاع کی اطاعت اس صورت میں

کرے۔ کہ نہ اسے جان کی ہوش رہے۔ نہ تن بدن کی۔ نہ اسے کھانے کا خیال ہو۔ نہ اسے عزیز و اقربا کا۔ اس کا مقصد حیات صرف اور صرف یہ ہو کہ اس کے آقا کی زبان سے یہ بات نکلی ہے۔ اسے ہر طرح پورا کرنا اس کا کام ہے۔ پس جب یہ قوت ارادی ہم میں بھی پیدا ہو گئی۔ تو ہم ایک نہیں کئی احمدی ہر سال بنائیں گے۔ احمدیت کے پرستارو اٹھو۔ اور معذوریوں کی سواریوں کی گردنیں اڑا دو۔ خدا کا خلیفہ تمہیں بلاتا ہے۔ خدا کا خلیفہ تمہیں بلاتا ہے۔ مارنے کے لئے نہیں بلکہ زندہ کرنے کے لئے۔ تکلیف میں ڈالنے کے لئے نہیں بلکہ سدا آرام میں رکھنے کے لئے اب بھی اگر تمہارے اہل و عیال۔ مال و منال راستے میں روک ہوں۔ تو ہمیں صرف اس امر کا افسوس ہوگا۔ کہ ہمیں ایک موقعہ میسر آیا۔ مگر ہم نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ ہمیں معمولی سی قربانی کرنے پر ہمیشہ کے لئے نام روشن و زندہ کرنے کا وعدہ تھا۔ لیکن ہماری بدقسمتی آڑے آئی۔ اور دوسری قوم کو یہ موقعہ مل گیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے بہر حال پورے ہوتے ہیں۔ کوئی دنیا کی طاقت اسے ٹال نہیں سکتی۔ ہاں آلات خدا تعالیٰ بدل لیتا ہے۔ پہلے اپنے فضل و عنایت سے ایک قوم کو موقعہ دیتا ہے۔ وسعت دیتا ہے کہ اپنی عقل سے کام لے کر کام کرے۔ کیونکہ یہ اس کی سنت ہے۔ لیکن جب اس کی تقدیر میں وہ قوم روک بنے تو اسے الٹ کر رکھ دیتا ہے۔ اور دوسری قوم کو اس کی جگہ لے آتا ہے۔ لیکن یہ پہلے ہو چکا۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ ہم انشاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ کے مقرب پہلے سے زیادہ ہو کر رہیں گے اس کے فضل و عنایت کے وارث ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو تہیہ کریں کہ انہوں نے اپنا چین و آرام حرام کر لیا ہے۔ جب تک وہ ہر سال ایک نیا احمدی نہ بنائیں۔ و باللہ التوفیق۔ ناظر دعوت و تبلیغ

صدر انجمن احمدیہ کیلئے کلرکوں کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے دفاتر میں دو درجن کے قریب مستقل آسامیاں خالی ہیں جن کیلئے گریجویٹ اور میٹرک پاس احمدی کلرکوں کی ضرورت ہے۔ شعبہ انتظامیہ میں گریڈوں کی تفصیل صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیوشن ۱۸۵ مورخہ یکم اگست ۱۹۴۵ء میں درج ہے جس کو امیدوار دفتر نظارت علیا میں دیکھ سکتے ہیں۔

(۱) گریجویٹ کو گریڈ دوم ۶۵-۲½-۵۰ براہ راست دیا جائے گا۔ اور گریڈ دوم ختم کرنے کے دو سال بعد گریڈ اول ۸۰-۳-۶۵ میں ترقی پانے کے مستحق ہوں گے۔ اس کے بعد حسب قواعد سپرنٹنڈنٹ، معاون ناظر و نائب ناظر کے گریڈ حاصل کر سکیں گے بشرطیکہ وہ اس کے لائق سمجھے جائیں۔ جنگ الاؤنس مبلغ ۱۲ روپے ماہوار تنخواہ کے علاوہ ملے گا۔

(۲) میٹرک پاس امیدوار کو گریڈ سوم ۵۰-۱-۳۰ دیا جائیگا گریڈ سوم ختم کرنے کے بعد حسب قواعد گریڈ دوم ۶۵-۲½-۵۰ اور گریڈ اول ۸۰-۳-۶۵ میں ترقی پا سکیں گے۔ بشرطیکہ اس کے لائق سمجھے جائیں۔ جنگ الاؤنس ۸/۹ ماہوار تنخواہ کے علاوہ ملیگا

(۳) تمام امیدواروں کا ایک امتحان تحقیقاتی کمیشن لیگا جس کی تاریخ کا اعلان بذریعہ الفضل بعد میں کیا جائیگا۔ صرف پاس شدہ امیدواروں کو کام پر رکھا جائے گا۔ جن کے نام الفضل میں شائع کر دیئے جائیں گے۔

(۴) ہر منظور شدہ امیدوار کے لئے پروبیشن کا زمانہ ایک سال ہوگا۔ اس کے بعد اگر قابل ثابت ہو۔ تو مستقل کیا جائے گا۔

(۵) قاعدہ نمبر ۳۳۹ کے مطابق صدر انجمن احمدیہ کے جملہ مستقل کارکنان کو ریٹائر ہونے پر پنشن یا پراویڈنٹ فنڈ کا حق ہوگا۔

امیدوار اپنی درخواستیں معہ ضروری کوائف مندرجہ ذیل ۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء تک ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کو بھیج دیں۔

(۱) نام معہ ولدیت درخواست کنندہ
(۲) امتحان جو پاس کئے معہ نقل اسناد۔
(۳) تاریخ پیدائش۔

کیا آپ نے کبھی اپنے نفس سے محاسبہ کیا ہے کہ آپ اتنی تبلیغ کرتے ہیں۔ جتنی آپ سے حضرت امیر المومنین امید کرتے ہیں؟

مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ

(۴) تاریخ بیعت۔
(۵) خاندانی حالات۔

شرائط:۔ (۱) احمدی ہونا لازمی ہے (۲) عمر ۱۸ تا ۴۰ سال تک (۳) مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق چال چلن خدمات سلسلہ کے متعلق

تمام وہ احمدی کلرک جو فوج سے فارغ ہو چکے یا ہونے والے ہیں۔ ان کے لئے خدمت دین کا یہ نادر موقع ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور جن لوگوں کو قادیان میں رہ کر خدمت دین کرنے کا شوق ہو۔ اور خاصکر وہ احمدی کلرک جو فوجی ملازمت سے فارغ ہو چکے ہوں۔ یا فارغ ہونے والے ہوں۔ یہ ایک نادر موقعہ ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور جلد از جلد اپنی درخواستیں ناظر صاحب اعلیٰ کی خدمت میں بھیجدیں۔ خاکسار عبدالحمید سکرٹری تحقیقاتی کمیشن صدر انجمن احمدیہ۔

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ اطلاع کردے (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۹۳۰۴:۔ چودھری بشیر احمد ولد چودھری محمد عبداللہ خان صاحب قوم جٹ باجوہ پیشہ زمیندارہ عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن داتہ زید کا ڈاکخانہ گھٹالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی تعدادی ۷۵ بیگھہ کے ۱/۲ حصہ کا مالک ہے۔ اراضی مرہونہ جو بصورت رہن قیمتی ۱۰۰۰/- روپیہ کی ہمارے پاس ہے اس کے بھی ۱/۲ حصہ کا مالک ہوں۔ جو جائیداد پیدا کروں گا۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میں اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ بشیر احمد موصی۔ گواہ شد:۔ نصر اللہ خان منشی داتہ زید کا۔ گواہ شد:۔ چودھری خورشید احمد انسپکٹر وصایا:۔

نمبر ۹۳۱۶:۔ سرداربی بی زوجہ چودھری نور احمد صاحب قوم جٹ چیمہ عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن داتہ زید کا ڈاکخانہ گھٹالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد سوائے حق مہر کے اور کوئی نہیں ہے۔ جو کہ مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کروں گی۔ اس کی اطلاع دیتی رہوں گی۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ حق مہر مذمہ خاوند۔ الامتہ:۔ سرداربی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ چودھری نور احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۳۱۳:۔ مسماۃ زینب بی بی زوجہ چودھری بشیر احمد صاحب قوم جٹ عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن داتہ زید کا ڈاکخانہ گھٹالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد صرف حق مہر ہے جو ۱۰۰۰/- مذمہ خاوند ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کروں گی اس کی اطلاع دیتی رہوں گی۔ میرے مرنے پر جسقدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ زینب بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ چودھری بشیر احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۳۲۲:۔ مسماۃ فیض احمد ولد عالم بخش صاحب قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن داتہ زید کا ڈاکخانہ گھٹالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے اراضی تعدادی ۵ بیگھہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کروں گا۔ اس کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ نیز ایک مکان جس کی قیمت ۲۰۰ روپے ہے۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد:۔ فیض احمد موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ منشی نصر اللہ خان سیکرٹری تحریک جدید۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۳۲۷:۔ مسمٰی لال دین ولد فضل دین صاحب قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۳۲ء ساکن داتہ زید کا ڈاکخانہ گھٹالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد ایک خراس ہے۔ قیمتی ۴۰۰/- روپے اس کے علاوہ مجھے بیس روپے ماہوار ملتے ہیں۔ اس جائیداد اور تنخواہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کروں گا۔ اسکی اطلاع دیتا رہوں گا میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد لال دین موصی بقلم خود۔ گواہ شد منشی نصر اللہ خاں گواہ شد خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۳۲۹:۔ مسمٰی محمد شریف احمد ولد محمد عبداللہ صاحب قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۶/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۵۰/- روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد محمد شریف ٹرنر حال ملازم آئرن اینڈ سٹیل ورکس دارالفضل قادیان۔ گواہ شد نصر اللہ خان ملک۔ گواہ شد افضال احمد قریشی۔

اعلان نکاح

عزیزہ محمودہ بنت محمد اسمٰعیل صاحب غوری (نواسی سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی یادگاری) کا نکاح بعوض ۔۔۔ روپے مہر پر اکبر حسین احمد ولد مومن حسین صاحب حیدر آباد سے آج مورخہ ۸ مارچ ۱۹۴۶ء بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک میں اعلان فرمایا۔ دوستوں سے درخواست ہے۔ کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو فریقین کے لئے بابرکت بنائے
(خاکسار عبد الرحمٰن ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ)

جب تلواریں ہلوں میں اور ٹینک ٹریکٹروں میں تبدیل ہو نگے

بھاری بھرکم گاڑیاں ملک بھر میں دوڑتی اور گرجتی پھریں گی۔ مگر اُن کی آواز میں جنگ کی بھیانک گونج نہ ہوگی۔۔۔

ہندوستان کے وسیع دیہات میں ایک نہایت اُمید افزا بیداری کے آثار پائے جاتے ہیں۔ کاٹھ کے ہلوں، پھاوڑوں اور درانتیوں کا زمانہ ختم ہوا۔ جبکہ ہمارے کاشتکار اپنی سخت مشقت کا بہت قلیل صلہ حاصل کرتے تھے۔ ان کی بجائے بڑے ہل، فصل کاٹنے کی مشینیں اور دوسرے زراعتی آلات اور انجن کام میں لائے جائیں گے۔ جن کی بدولت کاشتکار کی مشقت کم اور زمین کی پیداوار کہیں زیادہ ہو جائے گی

کل کا فکر آج کیجئے
جتنا بچا سکیں بچا لیجئے

مستقبل قریب کا ایک دل افزا تصور ہے۔ اس خیال کو سچ کر دکھانے کے لئے اُمرا کے لاکھوں روپے ہی نہیں بلکہ معمولی حیثیت کے لوگوں کا کروڑوں روپیہ بھی درکار ہوگا۔ خوب سمجھ لیجئے کہ جب تک کافی سرمایہ حاصل نہ ہو، ہندوستان ایک خوشحال اور ترقی یافتہ ملک نہیں بن سکتا۔ ہندوستانی صنعت اور زراعت کو جنگ کے بعد آپ کے روپے کی ضرورت ہوگی۔ آنے والی خوشحالی میں حصہ بٹانے کے لئے آج ہی تیاری کیجئے۔

مگر اپنی رقم کسی ایسی مد میں لگائیے جہاں یہ محفوظ رہے اور وقت ضرورت آپ کو مل سکے۔
نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹس، سرکاری قرضے، ڈاک خانے کے سیونگز بینک کھاتہ، بیمہ پالسی، انجمن امداد باہمی اور بینک کا بچت کھاتہ۔ یہ سب مدیں محفوظ بھی ہیں اور فائدہ مند بھی۔
زمین، عمارات ۔۔۔ یا [illegible] اشیا اور جواہرات خرید کے اپنی رقم کو خطرے میں نہ ڈالئے۔ یہ آجکل بڑے خسارے کا سودا ہے۔ مستقبل کے لئے بچائیے اور احتیاط سے لگائیے

گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمۂ نائینس نے شائع کیا

آنکھوں کا اثر عام صحت پر

آنکھوں کی بیماریاں نظر سے تعلق نہیں رکھتیں۔ سر درد کے مریض سستی کا شکار اور اعصابی تکلیفوں کا نشانہ بننے والے لوگ آنکھوں کے مریض ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو سرمہ حمیر اخاص استعمال کرنا چاہیئے۔
قیمت فی تولہ ۔۔۔ چھ ماشہ ۔۔۔ تین ماشہ ۱۲ر
ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق قادیان

انگریزی تبلیغی لٹریچر

اسلامی اصول کی فلاسفی مجلد ۔۔۔
پیارے امام کی پیاری باتیں ۔۔۔
نماز مترجم با تصویر ۔۔۔
سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ کے بے نظیر کارنامے ۔۔۔
دنیا کا آئندہ مذہب ۔۔۔
احمدیت کا پیغام ۔۔۔
پیغام صلح ۔۔۔
دونوں جہان میں فلاح پانے کی راہ ۔۔۔
نظام نو ۔۔۔ ایڈیشن ۔۔۔ مع اضافہ کے ساتھ ۔۔۔
تمام جہان کو چیلنج ۔۔۔
ایک ۔۔۔ کے انعامات ۔۔۔
جلد دس کتابوں کا سیٹ معہ ڈاک خرچ تین روپے میں پہنچا دیا جائیگا

عبد اللہ الہ دین
سکندر آباد دکن

شہرۂ آفاق
زد جام عشق

مشک تاتار درجہ اول۔ ایرانی زعفران درجہ اول سنکھیا کا تیل وغیرہ قیمتی اور خالص اجزا کا مرکب مقوی اور بیٹھوں کو طاقت دینے میں اپنا نظیر نہیں رکھتیں ایک روپیہ کی پانچ گولیاں
مینیجر طبیہ عجائب گھر قادیان

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

واشنگٹن ۶ مارچ - امریکہ نے گذشتہ رات کو ایران میں روسی فوجوں کی متواتر موجودگی کے خلاف پروٹسٹ کا نوٹ بھیجا ہے۔

لنڈن ۶ مارچ - آج ہاؤس آف کامنز میں وزیر خارجہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ وہ ایران کے متعلق بیان دیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ وہ فی الحال کوئی بیان دینے کو تیار نہیں۔ اس وقت ہم سوویٹ گورنمنٹ کے جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہم نے روسی گورنمنٹ کو ایک نوٹ بھیجا ہوا ہے۔

لنڈن ۶ مارچ - برطانوی وزیر خارجہ نے اس امر کا انکشاف کیا ہے۔ کہ جرنیل فرانکو نے برطانیہ کو ایک چٹھی بھیجی ہے۔ جس میں بتایا ہے۔ کہ وہ اپنے عہدہ سے دستبردار نہیں ہوگا۔

لنڈن ۶ مارچ - شاہ ایران کی بیوی ان دنوں طلاق لینے کے لئے بات چیت کر رہی ہے۔ قاہرہ کا ایک نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ ملکہ موصوفہ کئی ماہ پہلے مصر چلی آئی تھی۔ وہ شاہ مصر کی بہن ہے۔

چنکنگ ۵ مارچ - جنوبی چین میں دو ہزار جاپانی جنگی مجرموں کے مقدمات کو جلدی طے کرنے کے لئے ایک جنگی جرائم کا ٹریبونل قائم کیا جائے گا۔

لاہور ۶ مارچ - انبالہ سے لیکر لدھیانہ تک سڑک پر واقع پٹرول پمپوں پر یکے بعد دیگرے دو راتوں میں ڈکیتی کی ۸ وارداتوں نے پولیس کے لئے کافی پریشانی پیدا کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تمام اضلاع میں اس گروہ کی سرگرمیوں کی اطلاع کر دی گئی۔

لاہور ۶ مارچ - آج ہز ایکسلنسی نے لالہ بھیم سین سچر سردار بلدیو سنگھ اور ملک خضر حیات سے ملاقات کی۔ اور ان سے پارٹی پوزیشن کے متعلق تبادلۂ خیالات کیا۔ ان لیڈروں نے ہز ایکسلنسی کو یقین دلایا۔ کہ کولیشن پارٹی وزارت بنانے کے قابل ہے۔ سہ پہر کو نواب ممدوٹ نے گورنر سے ملاقات کی۔ اور گورنر کو بتایا۔ کہ ۸۸ ممبر مسلم لیگ پارٹی کے ساتھ ہیں۔ اور لیگ پارٹی وزارت بنانے پر قادر ہے۔ گورنمنٹ ہاؤس کا اعلان مظہر ہے۔ کہ گورنر نے ملک خضر حیات کو تشکیل وزارت کے سلسلہ میں مدد دینے کے لئے دعوت دی ہے۔ اب یہ کوشش ہوگی۔ کہ چھ مسلمانوں کی یونینسٹ پارٹی پچاس ہندوؤں اور ۲۲ سکھوں کی مدد سے پنجاب میں ایک وزارت مقرر کرے جس کے لیڈر خضر حیات ہوں گے۔

امرتسر ۶ مارچ - پنتھک پارلیمنٹری بورڈ کے صدر ماسٹر تارا سنگھ نے یہ بیان دیا ہے۔ کہ صدر کانگرس مولانا ابوالکلام آزاد کے بیان سے یقینی طور پر غلط فہمی پیدا ہو جائے گی۔ مختلف عہدوں کے لئے اکالی پارٹی کو ہی نمائندگی حاصل ہوگی۔ اکالی پارٹی سے ہی وزارت اور پارلیمنٹری سیکرٹری لیا جائے گا۔ صرف ڈپٹی سپیکر کا عہدہ کانگرسی سکھ کو پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن اس عہدے کے عوض میں اکالی پارٹی کو ایک اور پارلیمنٹری سیکرٹری کا عہدہ دے گا۔ سکھ وزیر مستقل طور پر اکالی پارٹی کا ہی ہوگا۔ اس سلسلہ میں مولانا صاحب [illegible] "فی الحال" کا لفظ استعمال کرنے میں قطعاً حق بجانب نہیں۔ ہم ملک خضر حیات سے یہ وعدہ لے چکے ہیں۔ کہ دوسرا سکھ وزیر بھی اکالی پارٹی کا ہی ہوگا۔

لاہور ۶ مارچ - آج لاہور کے مسلمانوں نے انتہائی قلیل نوٹس کے باوجود مکمل ہڑتال کی۔ مسلمان طلباء اپنے امتحانوں کو چھوڑ کر سکولوں اور کالجوں سے نکل آئے۔ اور لاہور کے بازار اور گلیاں "ناپاک اتحاد مردہ باد" "قومی غدار مردہ باد" کے نعروں سے گونجتی رہیں۔ مسلمان طلباء کا ایک ہجوم اسمبلی چیمبر کے باہر پہنچا۔ اور وہاں زبردست مظاہرہ کیا۔ طلباء ملک خضر حیات کی کوٹھی کی طرف جانا چاہتے تھے۔ اور پولیس انہیں روکنا چاہتی تھی بالآخر طلباء چار چار کی قطاریں کوئنز روڈ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور مسلمان طلباء کا جلوس "خضر حیات مردہ باد" اور "ناپاک اتحاد مردہ باد" کے نعرے لگاتا ہوا ملک خضر حیات کی کوٹھی کے سامنے سے گذر گیا۔ پولیس کی بھاری قوت کوٹھی کے سامنے متعین تھی۔ آج موچی دروازہ کے باہر جلسہ کے بعد ہزاروں مسلمانوں کا عظیم الشان جلوس ملک خضر حیات کے مکان کی طرف روانہ ہوا۔ اور کوئنز روڈ پر زبردست مظاہرہ کیا۔ یہ مظاہرہ پورا ایک گھنٹہ جاری رہا۔ اس کے بعد یہ جلوس اسمبلی چیمبر کے باہر پہنچا۔ اور وہاں آدھ گھنٹہ زبردست مظاہرہ کیا۔ آٹھ بجے یہ جلوس منتشر ہوا۔

دہلی ۷ مارچ - جشن فتح کے خلاف مظاہرہ کرتے ہوئے جلوس نکالا گیا۔ جس نے سیاہ جھنڈیوں سے [illegible] کر خلاف اظہار ناراضگی کیا۔ مشتعل ہجوم نے [illegible] ہال کو آگ لگا دی۔ چاندنی چوک میں [illegible] سے لوگوں کو اتار دیا۔ اور [illegible] بطیوں کے مرتکب ہونے لگے۔ ان کو منتشر کرنے کے لئے پولیس نے گولی چلائی۔ اور اشک آور گیس [illegible] استعمال کی۔ دوپہر کے بعد بازاروں میں [illegible] سپاہیوں کو متعین کر دیا گیا۔ مرنے والوں اور زخمیوں کے متعلق ابھی تک اطلاع موصول نہیں ہوئی ہجوم نے کئی اور سرکاری عمارتوں کو بھی آگ لگا دی۔

دہلی ۷ مارچ - آج جشن فتح نہایت شاندار طریق سے کنگزوے میں منایا گیا۔ دس ہزار سپاہیوں نے جن میں ایک سو ہوائی اور بحری یونٹوں کے نمائندے تھے پریڈ کی۔ اور وائسرائے کو سلامی دی۔ سب سے آگے کمانڈر انچیف چل رہے تھے اور ان کے پیچھے پانچ سو کا دستہ میموریل آرچ کی طرف [illegible] مارچ شروع ہوگیا وائسرائے ایک مقام پر کھڑے ہو کر دیکھتے رہے۔ اور ان کے سامنے سے [illegible] گھنٹہ تک فوجیں گذرتی رہیں۔

لاہور ۷ مارچ - کانگرس پارٹی کے لیڈر لالہ بھیم سین سچر نے آج ایک بیان میں بتایا۔ کہ مشترکہ وزارت بر سر کار ہے۔ کہ ملک کی اصلاح کی کوشش کرے۔ اور ملک کو شاہراہ ترقی پر گامزن کر دے۔ صوبے کے ہر فرد کو ہر مذہب اور قوم کو کامل آزادی دی جائے گی۔

بمبئی ۷ مارچ - جنوبی افریقہ کا ہندوستانی یہاں پہنچ گیا ہے وفد کے لیڈر نے بیان کیا کہ ایک گول میز کانفرنس بلانی چاہئے۔ جو اس قضیہ کا فیصلہ کرے۔

بمبئی ۷ مارچ - دیہاتی مدارس کے چالیس ہزار کے قریب استادوں نے ہڑتال کر دی ہے۔ ان کا مطالبہ ہے۔ کہ ہماری تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔ اس وقت ان کی تنخواہ پندرہ اور بیس روپیہ کے درمیان ہے۔ وہ کم از کم تیس روپے تنخواہ مانگتے ہیں۔

دہلی ۷ مارچ - آج فتح کا دن منانے کے خلاف ناراضگی کا اظہار کرنے والے مجمع نے امپیریل بنک اور ریزرو بنک کو آگ لگانے کی کوشش کی۔ جس سے روکنے کے لئے گولی چلانی پڑی۔ فتح پوری مسجد کے قریب بھی گولی چلائی گئی۔ اس وقت تک پانچ آدمی مر چکے ہیں۔ مسٹر آصف علی نے عوام کو پر امن رہنے اور کاروبار جاری رکھنے کے لئے اپیل کی ہے۔ شہر میں کرفیو آرڈر لگا دیا گیا ہے۔

لاہور ۷ مارچ - نواب زادہ لیاقت علی جنرل سیکرٹری مسلم لیگ نے اپنے بیان میں کہا۔ گورنر پنجاب کا ملک خضر حیات کو وزارت بنانے کے لئے کہنا نامناسب اور خلاف آئین ہے۔ یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ کہ جس صوبہ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اس میں ایسی وزارت بنائی گئی ہے جس میں مسلمان بہت قلیل ہوں۔

کراچی ۷ مارچ - مسٹر جناح نے تقریر کرتے ہوئے [illegible] پاکستان کا مطلب یہ ہے۔ کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ وہاں ان کی حکومت ہو۔ پاکستان میں غیر مسلموں کے حقوق محفوظ رکھے جائیں گے۔

کراچی ۷ مارچ - سندھ گورنمنٹ نے ملوں کے نام حکم جاری کیا ہے۔ کہ سرکاری اناج خریدنے والوں کے سوا [illegible] کو صاف کیا ہوا چاول نہ دیں۔

لاہور ۷ مارچ - پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے زیر اہتمام شنبہ ۹ مارچ کو یوم غداران اسلام منایا جائے گا۔ پنجاب کے طول و عرض میں مسلمان ہڑتال کریں گے۔ اور اظہار ناراضگی کے جلسے کئے جائیں گے۔

لاہور ۷ مارچ - دیوان بہادر ایس پی سنگھا نے یونینسٹ پارٹی سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

مدراس ۶ مارچ - ۲۵ فروری کو [illegible] ریلوے سٹیشن کے قریب ایک لڑکا گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ حکومت مدراس نے سپیشل پولیس کو تفتیش کے لئے متعین کیا۔ تفتیش کے بعد پولیس نے قتل کے الزام میں مدراس ہائیکورٹ کے جج مسٹر جسٹس بائرز کے خلاف استغاثہ دائر کر دیا ہے۔ اس حادثہ کی حکومت مدراس پوری طرح تحقیقات کر رہی [illegible]